وما آتاكم الرسول فخذوه
وما نهاكم عنه فانتهوا

الأربعين
فی فضل الذکر
والتقرب إلی اللہ تعالیٰ

ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ
چالیس احادیث

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الأربعين في

فضل الذكر والتقرب إلى الله تعالى

ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ

چالیس احادیث

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

مکتبہ خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد

نام کتاب:	الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالی ذکرِ الٰہی-چالیس احادیث کی روشنی میں
ترتیب وتحریر:	ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی
اہتمام	خانقاہ وجامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد
تعداد:	1100
اشاعتِ اول:	مئی 2021 بمطابق رمضان المبارک 1442ھ

اللہ کے فضل وکرم، انسانی طاقت وبساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بَلَغَ العُلیٰ بِکمالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ
حَسُنَت جَمیعُ خِصالِہٖ
صلّو علیہِ وآلِہٖ

فیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السُبُل، خزینۃ الاسرار

وارث النبیِ المختار، وسیلۃ الطالبین، نقیب المحبوبین

محبوب السالکین، امام المتقین، وصفوۃ العابدین

جلیس الرحمٰن، الامام الخراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

تو کریمی من کمینہ بردہ ام — لیکن از لطفِ شما پروردہ ام
زندگی آمد برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی
یادِ او سرمایۂ ایمان بود — ہر گدا از یادِ او سلطان بود
سید و سرور محمد نورِ جاں — مہتریں و بہتریں شفیعِ مجرماں
آں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامد و محمود شد — شکلِ عابد صورتِ معبود شد
اولیاء اللہ ہو اللہ اولیاء — یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا
مولوی ہرگز نہ شد مولائے رومؒ — تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

حضرت مولانا جلال الدّین محمد رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بنظر کرم

غوث الزمان، محبوب الامام الخراسان، تاج الاولیاء

امام الاتقیاء، زینۃ الاصفیاء، طبیب ارواحنا وقلوبنا

سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، وسیلتنا الی اللہ

شیخ المشائخ شیخ الطریقۃ

حضرت **میاں محمد السیفی** اطال اللہ حیاتہ

اولیاء اللہ سے محبت بخشش کا بہانہ

ایک شخص نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی، مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کی بدولت مجھے اللہ پاک کا قرب حاصل ہو جائے۔ ارشاد فرمایا: اللہ پاک کے اولیاء سے محبت کرو تاکہ وہ بھی تم سے محبت کریں کیوں کہ اللہ پاک اپنے اولیاء کے دلوں پر نظر فرماتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ولی کے دل پر تمہارا نام دیکھے تو تمہاری مغفرت فرمادے۔

(المستطرف فی کل فن مستظرف)

فہرست

إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ: اس (اللہ) کے اولیاء (یعنی دوست) تو صرف پرہیز گار لوگ ہوتے ہیں مگر ان میں سے اکثر (اس حقیقت کو) جانتے ہی نہیں

(الانفال 84:3)

تاثرات

استاذالکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفرازالعلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معزز قارئین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفرازالعلوم ترنول اسلام آباد کی علمی تحقیقی کاوشوں پر مشتمل درجنوں کتب تصنیف کرکے قوم کو ایک علمی ذخیرہ مہیا کر چکے ہیں۔

اب آپ کی نئی تحقیق کا مجموعہ "الاربعین فی فضل الذکر و التقرب الی اللہ تعالیٰ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں آپ نے سلوک، راہِ تصوف پر چلنے والوں کیلئے دو عنوان لئے ہیں۔ ایک فضائل ذکر اور دوسرا عنوان ہے تقربِ باری تعالیٰ، یعنی وہ اعمالِ حسنہ جن کو اپنانے اور ان پر عمل کرنے سے مؤمن کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، جبکہ یہ قرب آخری عظمت اور انتہائے فضائل و فواضل پر منتج ہوتا ہے۔

ذکر الٰہی کے عنوان پر قرآن مجید آیاتِ بینات اور نبی پاک ﷺ کی احادیث پر مشتمل ذکر کے طرق کو واضح کیا۔ اس ضمن میں ذکر خفی، ذکر جلی، اکیلے میں، جماعت کی ساتھ، قیام میں بھی ذکر، قعود میں ذکر، غرضیکہ ان تمام اقسام کو وضاحت کیساتھ ادلہ قائم کر کے بیان فرمایا۔ ذکر قلبی کی برکات و نتائج سے حصولِ تزکیہ نفس اور اسلاف کا ان معمولات کو اپنانے سے خدا کا قرب پانااور ان معمولات کو خلق خدا میں پھیلانا تاکہ وہ بھی بندگی میں ڈھل سکیں۔ خلق خدا نے اولیاء کرام کے قرب اور ان کی صحبت میں ذکر الٰہی کے طفیل بندگی اور کے قربِ الٰہی کی جو عظمتیں حاصل کیں وہ زبان زدِ عوام و خواص ہے۔ اسی قرب کو نبی پاک ﷺ نے بطریق حدیثِ قدسی یوں بیان فرمایا ہے۔

إِذَا تَقَرَّبَ اَلَیَّ عَبْدِیْ بِا النَّوَافِلِ فَکُنْتُ سَمْعُهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِیْ وَیَدَهُ الَّتِی نَبْطِشُ بِهَا (کتب متعارفہ فی الحدیث متداولہ)

جبکہ اسی مضمون کی تائید حاصل ہے قرآن مجید کی اس آیت سے "وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" (التوبہ: 100) اور "اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ" (الواقعہ: 11) کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کا قرب پایا۔ اسی کو بنیاد بنا کر حصول و تحصیل ولایت علیا تک دنیا پہنچی۔ یہ وہ عظیم مضمون تصوف کا حاصل ہے کہ اور کہیں اس کا پایا جانا شاذ و نادر۔

اور یہی قرب کا مادہ جب فَعِیْلٌ کے وزن پر قرآن مجید میں آئے گا تو صفت مشبہ کہلا کر اپنے اندر یہ اضافی خوبیاں بتلائے اور دکھلائے گا۔ محفل میں اولیاء اللہ کا قرب، امتی ہونے کے ناطے قربِ رسولِ ہاشمی ﷺ کہلائے گا۔ انصار و مہاجرین کی قربانیاں قربِ باری کا ایک علیحدہ نمونہ دکھلائیں گی۔ ہم سب کا امتی ہونا ایک علیحدہ قرب ہے کہ امتی کہتے کہلاتے جاؤ اور جنت کا داخلہ حاصل کرتے جاؤ۔ جن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قبلتین کو منہ کرکے نماز پڑھنے کی ڈبل سعادت پائی اس قرب کا اپنا ایک انوکھا انداز ہو گا۔

جبکہ اسی طرح مختلف جھلکیاں قرب پر مشتمل میسر آئیں گی جواب ندارد، مثالِ ندارد۔

اتنی خوبیوں پر مشتمل اعمال صالحہ کی راہنما ایسی کتاب لطیف ومنیف، جو قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مریدین، منتسبین و معتقدین کو مہیا کی، آپ اس پر بلا شبہ ہدیہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ ان دعائیہ کلمات پر ختم کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان میں اور اضافہ فرمائے جو کہ سلف اولیاء کی مثل عالمین، عاملین اور متلاشیانِ حق کیلئے یکساں مفید ہو۔ اس تصنیف کو بھی سلام اور مصنف کو بھی سلام۔

دعاجو و دعاگو

(مفتی) محمد سلمان رضوی غفرلہ

دار العلوم انوار رضا راولپنڈی پاکستان

13 شوال 1442ھ بمطابق 25 مئی 2021ء

جامع المعقول والمنقول، شیخ الحدیث والتفسیر محمد بدر الزمان قادری
مہتمم جامعہ غوث العلوم سمن آباد لاہور
پرنسپل جامعہ ہجویریہ داتا دربار کمپلیکس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

وَعَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِی إِذَا بَلَغَہُ الرَّجُلُ کَانَ فَقِیھًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَرْبَعِینَ حَدِیثًا فِی أَمْرِ دِینِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیھًا وَکُنْتُ لَہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَّشَھِیْدًا[1]

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: علم کی وہ حد کیا ہے کہ جب کوئی شخص اسے حاصل کر لے اور مفید بن جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری امت کی (تعلیم) کیلئے دینی امور سے متعلق چالیس احادیث یاد کر لیں تو اللہ تعالٰی اسے فقہائے کرام کی جماعت سے اٹھائے

[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان 1726، مشکوۃ 258

گا اور میں روز قیامت اس کیلئے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور اس کے احوال پر گواہ ہوں گا۔

اس حدیث پاک کا مصداق بننے کیلئے کئی محدثین کرام نے "اربعین" کے نام سے مختلف موضوعات پر متفرق احادیث پاک جمع کیں تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مطابق آپ ﷺ کی شفاعت کے حق دار بن جائیں۔

جناب ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی زید مجدہ علمی اور ادبی ذوق کے حامل ہیں۔ مجالسِ درسِ قرآن و حدیث منعقد فرماتے ہیں۔ ایک بہت بڑے جامعہ اور خانقاہ کے روحِ رواں ہیں۔ جہاں طلبہ اور عامۃ الناس کی روحانی تربیت واصلاح کے جملہ امور بطریقِ احسن سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ براہِ راست اپنے مرشد سے فیض یافتہ ہیں۔ آپ کی قلمی کاوش بعنوان "الاربعین فی فضل الذکر و التقرب الی اللہ تعالیٰ" کا مسودہ پیش نظر ہے۔ راقم کو تدریسی مشاغل اور دیگر سرکاری مصروفیات کی وجہ سے اس اربعین کو بالاستیعاب پڑھنے کا موقع تو نہ مل سکا۔ البتہ چنیدہ چنیدہ مقامات سے میں نے اس کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے۔ جس جس مقام کا میں نے مطالعہ کیا آنکھیں رشک کے آنسوؤں سے تر اور دل ٹھنڈا ہوا ذکرِ الٰہی کی اہمیت پہلے سے زیادہ دل میں اجاگر اور جاگزیں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کی قلمی کاوش تصوف اور ذکرِ الٰہی کا حسین امتزاج ہے۔ اور غالباً پہلی بار نظر سے ایسی تالیف گزری ہے کہ جہاں تصوف

کو ذکرِ الٰہی سے اس انداز میں جوڑا دیا گیا ہو۔ بطورِ خاص "ذکر" کا معانی و مفہوم جس خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ نفس کی اقسام ہوں یا لطیفہ قالب کا ذکر یا قلبی وارداتوں کا ظہور اپنے بیانیے میں ہر ایک کی حسنِ ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے حق ادا کیا ہے۔ میرا وجدان کہتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قاری نہ صرف ذکرِ الٰہی کی طرف مائل ہو گا بلکہ ایک اچھا صوفی ہونے کا میلان اور رجحان بھی پیدا ہو گا۔

اربعین میں احادیث مبارکہ کا سلیس و با محاورہ ترجمہ اور پھر اسکی تشریح و توضیح اور تخریج احادیث اور دیگر حوالہ جات کے اندراج کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

عالم کیلیے سب سے بڑی ابتلاء عجب واستکبار، تعلی و تفاخر ہے۔ یہی وہ صفات جن کی بدولت علم کا نور سلب کر لیا جاتا ہے۔ نہ صرف علم کا نور اٹھ جاتا ہے بلکہ ان کا فیضان بھی جاتا رہتا ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ جناب ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی زید مجدہ علم کے نور اور فیضان سے محروم کر دینے والی صفات سے کوسوں دور ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت انہیں فریبِ نفس، مکرِ شیطان اور عجب ذات سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور ان کے فیضان کا یہ قلمی سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔اور الاربعین کی اس گراں مایہ خدمت کی برکت سے رسول اللہ ﷺ کی نظر عنایت اور محبوبیت انہیں نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

دعا گو و عاجز

محمد بدر الزمان قادری

پرنسپل جامعہ ہجویریہ داتا دربار کمپلیکس

محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب

مہتمم جامعہ غوث العلوم سمن آباد لاہور

11شوال1442ھ بمطابق23مئی2021ء

میزانِ حروف: علامہ ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ انوار رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شیطان انسان کے وجود میں خون کے ساتھ ساتھ گردش کرتے ہوئے اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور ماہِ صیام کے آتے ہی جکڑ دیا جاتا ہے۔ جس کے سبب ماہِ رمضان میں نیکیوں کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور فطری طور پر مسلمان دین، اخلاقیات، حسنات، خیر خواہی، ہمدردی، ایثار، رحم دلی اور ذکرِ الٰہی کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ جناب سیدنا رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ اِنَّ الشَّیطٰنَ یَجۡرِی مَجۡرَی الدَّمِ۔

ماہِ رمضان المبارک کی اپنی شان ہے اور خصائص ہے اسی وجہ سے یہ نیکیوں کا موسم بہار کہلاتا ہے۔ اس موسم بہار کے حوالے سے اہل اللہ کی بھی اپنی ایک تاریخ ہے ۔ وہ اصلاحِ احوال، ابلاغِ دین، تربیتِ سالکین، معاشرے کی اجتماعی اصلاح اور ترغیبِ حسنات کے حوالہ سے اپنی حکمتِ عملیاں اختیار فرماتے اور اصلاحِ امت کا فریضہ نبھاتے رہتے ہیں۔ صلحائے امت نے فطرت کے تقاضوں کو خوب سمجھا اور حکمت سے بھرپور روش کو اختیار فرمایا۔ اولیاء کاملین اور علمائے متقدمین کی روشن اور مبارک زندگیاں اور ان زندگیوں کا لمحہ لمحہ ایسے امور سے بھرپور رہے۔ حضرت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی بھی اسی قافلہ صلحاء

کے رکن رکین ہیں۔ انہوں نے ایک اور حیرت انگیز کام سرانجام دیا کہ ماہِ صیام کے آخری عشرے میں اعتکاف کے دوران تربیتِ سالکین کے ساتھ ساتھ صحبتِ کلام نبوی ﷺ سے اکتساب فیض کرتے ہوئے اپنے تصنیفی وتالیفی سلسلہ کی بارہویں کڑی "الاربعین فی فضل الذکر و التقرب الی اللہ تعالٰی" مرتب کر کے اس کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے مراحل طے کر لئے۔ یہ چالیس احادیث مبارکہ کا روح پرور، ایمان افروز، باطل سوز، فکر انگیز، دلکش و حسین گلدستہ ہے۔ قومی زبان اردو میں ان کا ترجمہ و تشریح و تصریح، حوالہ جات اور عقلی دلائل سے مزین عام فہم سلیس ورواں دواں قلم کا شاہکار آنکھوں کے راستے دل ودماغ میں گھر کرلیتا ہے۔ ابلاغِ دین کا کام عبادت وریاضت کا اعلیٰ درجہ ہے اور پھر ایسی حکیمانہ بات جوذکرالٰہی اور تقرب الی اللہ تعالی کی طرف متوجہ وراغب کرے، سبحان اللہ!

حضرت ڈاکٹر صاحب نے تو واقعی اعتکاف کے دوران مسجد میں "تربیتی ورکشاپ" کھول لی ہے۔ ذاتی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کیلئے عملی میدان میں اترے۔ دروس کا سلسلہ، عبادات، ترغیب، تعلیم، تربیت، اصلاح اور پھر جہاد بالقلم وہ بھی سیدنا رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی مبارک اور معطر و منور باتوں کی خوشبو سے عطر کشید کیا اور پھر پوری مسلم سوسائٹی کیلئے پورے اخلاص کیساتھ پیش کر دیا۔ الحمد للہ اس کتاب کی سطر سطر اس امر کی گواہ ہے۔

آپ نے اس کتاب میں ذکرِ الٰہی کا معنی و مفہوم بتانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی ممکنہ صورتوں کا تعارف کرایا ہے۔ بڑے بھرپور انداز میں اللہ کی یاد ،اس کی قدرتوں کے بیان،اس کے نام کا تذکرہ،اسکی صفات کا ذکرِ خیر،اس کی صفات پر تفکر،اس کی تخلیقات پر تفکر، نماز میں اس کا ذکر، دعا، تسبیح، تحلیل،استغفار پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے قاری کے دل ودماغ میں یہ بات خوب راسخ ہوتا ہے کہ ذکرالٰہی ذاکر قلبی کو تجارت اور کار دنیا سے ہر گز نہیں روکتا بلکہ "دل یادول، ہتھ کارول" کی ضرب المثل مجسم دکھائی پڑتی ہے۔

گرامی قدر ڈاکٹر صاحب نے ذکرِ الٰہی کا شوق دلانے کیساتھ ساتھ تارکین ذکرِ الٰہی کیلئے وعیدیں بھی فرمائی ہیں وہ ذکرِالٰہی کے دوران مختلف کیفیات کو بیان کرتے بھی نظر آتے ہیں اور اھل تصوف کی معروف اصطلاحات "لطائف کی زندگی" کے احوال بھی از بام کرتے ہیں۔ان کی یہ کتاب شریعت وطریقت کا سنگم ہے۔

حضرت مجدّدالف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے نماز کو بھی ذکر ہی محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ دنیا میں نماز کا رتبہ ،آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ (دیدار الٰہی) کی طرح ہے۔ اللہ ربّ العالمین کا انتہائی قرب مسلمان کو دنیا میں نماز کے دوران اور آخرت میں انتہائی قرب الٰہی اس کے دیدار کے وقت حاصل ہوگا۔ (مکتوب 137 دفتر اوّل)

کرنل صاحب نے انہی ارشادات مبارکہ کی روشنی میں احادیثِ نبوی کی تفہیم کو آسان کردیا ہے۔ تقرب و معرفتِ الٰہی کی منزلیں بھی بڑی قابلِ رشک ہوتی ہیں۔ شیخ شبلی قدس سرہ نے

فرمایا تھا کہ معرفت و تقرب کا آغاز اللہ جل جلالہ سے ہوتا ہے اور اس کی کوئی انتہاء نہیں۔ اور شیخ احمد بن محمد بن زید قدس سرہ نے آپ کے حوالہ سے کہا کہ شیخ شبلی فرماتے تھے کہ عارف کا تو غیر اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا محبِ صادق نہ دعویٰ کرتا ہے نہ شکوہ۔ نہ اسے قرار ہوتا ہے اور نہ ہی اس بندے کو اپنے رب سے فرار ہوتا ہے۔ یعنی دل کی زندگی ذکرِ الہیٰ سے مشروط ہے اور ہمارے برادر بزرگ کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی دلوں کی زندگی کو ذکرِ الہیٰ کے ذریعے سے جلا بخشنے کیلئے مصروف جہد ہیں اور یہ کتاب ان کی اس جد و جہد پر شاہد عادل ہے۔

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِی بِعِلْمِكَ وَاشْرَحْ صَدْرِی بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ وَ اسْتَعْمِلْ بَدَنِی بِطَاعَتِكَ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ۔ ربّ کریم حضرت ڈاکٹر صاحب دامت فیوضہم کو اس کارِ خیر کی بہترین جزا دنیا و آخرت میں نصیب فرمائے، اس کو ملت و امت کیلئے مفید اور فیض رساں بنائے۔ ان کے قائم کردہ اداروں اور خانقاہ کو بھی قیامت تک مسکنِ فیض کی حیثیت سے قائم رکھے آمین

غبارِ راہِ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

11 شوال 1442ھ بمطابق 23 مئی 2021ء

استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی
ناظم تعلیمات، دار العلوم جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور

صوفیاء کی یہ اجتہادی غلطی تھی کہ انہوں نے قلب کو معرفت کا خزانہ سمجھ لیا اور وہ قلب پر مفروضہ محنت کرتے رہے جبکہ قلب صرف گردش خون کا مرکز ہے لہذا یہ سمجھنا کہ صوفیاء نے معرفت کے حصول کا کام انجام دیا ایک غلط فہمی ہی انہوں نے تصوف کا کام کیا ہے تصوف اور معرفت دو الگ الگ چیزیں۔

مولانا وحید الدین خان (انڈیا) کا صوفیہ پر اعتراض:

جناب محمد طارق ممتاز صاحب مولانا خوشتر نورانی صاحب مدیر نور جام کے نام لکھتے ہیں مولانا وحید الدین کے ایک اقتباس پر ایک مطالعہ حاضر خدمت ہے (محمد طارق ممتاز صاحب موصوف ہمیشہ بہت حساس موضوع پر گہری فکر و بصیرت اور منطقی اسلوب میں لکھتے ہیں ان کا یہ علمی کام اسلام اور تصوف لے حوالے سے ذہن جدید کے شبہات کے ازالے کے لیے قابل تحسین کارنامہ ہے)

الرسالہ ستمبر 2010ء میں مولانا وحید الدین خان نے (معرفت، مقصد انسانیت) کے موضوع کے تحت لکھا ہے کہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مسلم صوفیہ نے معرفت کے حصول کا یہ کام انجام دیا ہے لیکن یہ ایک غلط فہمی ہے صوفیہ نے جو کام کیا ہے وہ تصوف کا کام تھا اور تصوف اور معرفت دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف چیزیں ہیں تصوف ایک مبنی بر قلب (Heart based) عمل ہے جبکہ معرفت ایک مبنی بر ذہن (Mind-based) عمل ہے صوفیہ کی یہ اجتہادی غلطی تھی کہ انہوں نے قلب کو معرفت کا خزانہ سمجھ لیا اور وہ قلب پر مفروضہ محنت کرتے رہے جب کہ قلب صرف گردش خون کا مرکز ہے۔(ص ۱۴)

جو اعتراض مولانا وحید الدین خان نے مذکورہ اقتباس میں صوفیہ پر کیا ہے وہی اعتراض چند عالی قسم کے مستشرق اور کفار قرآن پر کرتے ہیں قرآن فرماتا ہے۔

"اور بے شک ہم نے جہنم کے لیے جنوں اور انسانوں میں سے بہت سے افراد کو پیدا فرمایا وہ دل (قلب) رکھتے ہیں (مگر) وہ ان سے سمجھ نہیں سکتے" (سورہ اعراف: 179)

مستشرقین و معترضین قرآن کا کہنا ہے کہ عمل تفہیم ایک مبنی بر ذہن (Mind-based) عمل ہے مگر مذکورہ آیت میں قرآن اسے مبنی بر قلب عمل بتارہا ہے جب کہ قلب کا کام خون کو پمپ کرنا ہے لہذا قرآن میں یہ ایک (Anatomical Mistake) ہے صوفیہ اور قرآن کے تعلق سے مولانا وحید الدین خاں اور معترضین دونوں کا (Approach) مشترک ہے اور مطالعہ اور تجزیہ کا یہ طریقہ سطحی ہے مولانا وحید الدین خاں کا اعتراض صرف صوفیہ پر نہیں بلکہ قرآن پر وارد ہوتا ہے کیوں کہ مولانا کے مطابق دل صرف گردش خون کا مرکز ہے جب کہ قرآن اسے تفہیم کا مرکز بھی کہہ رہا ہے اور قرآن کے اتباع میں صوفیہ اور اہل علم نے بھی تفہیم کے عمل کو دل کی طرف منسوب کیا ہے اس تعلق سے اگر صوفیہ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے تو قرآن کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ اس مقام پر مولانا یقیناً قرآن کی دفاع میں تاویلات پیش کریں گے مگر یہی تاویل صوفیہ کے لیے انہیں گوارہ نہیں مدرسہ کی تعلیم استادوں کی صحبت اور صوفی مخالف لٹریچر نے ذہن و فکر کی جو Conditioning کی ہے اس سے صوفیہ کے تعلق سے اس طرح کے بیانات عین فطری ہے افسوس کہ معروضی مطالعہ کے ہزار دعوے کے باوجود اس کا Deconditioning نہ ہوسکا۔

Orkut کے ایک اسلامی Community پر راقم الحروف (محمد طارق ممتاز) کی ایک مستشرق سے Anatomical Mistake in Quran کے موضوع پر گفتگو ہوئی اس غالی مستشرق کا اعتراض قرآن پر تقریباً وہی تھا جو مولانا کا صوفیہ کرام پر ہے قرآن اور صوفیہ پر اس طرح کے سطحی اعتراض کے دو جوابات ہیں۔

پہلا تو یہ کہ قرآن کے اتباع میں صوفیہ کرام نے تفہیم و عرفان کے Process کو قلب کی طرف منسوب کیا ہے اس سے مراد عین اعضائے قلب نہیں بلکہ اس سے مراد جسم کے اندر وہ گوشہ ہے جو جذبات و احساسات کا منبع و مسکن ہے اس گوشہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے قرآن نے وہی اسلوب اختیار

کیا جو ہر زبان اور ہر قوم میں زبان زد فرد خاص وعام ہے تقریباً ہر زبان میں بعض اوقات تفہیم اور جذبات کو محاورۃ دل کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے انگلش میں Change of heart, Break ones heart learn by heart وغیرہ اس سے ایک خاص طبیعت، جذبہ اور احساس مراد ہوتا ہے نہ کہ حقیقت اس طرح کی بات ادبی اسلوب(Literary Usage) کے زمرے میں آتی ہے اس ادبی پہلو (Literary Aspect) کو دلیل بنانا ایک احمقانہ فعل ہے قلب کے تعلق سے صوفیہ سے تعلق پر اعتراض اسی قبیل سے ہے۔

قرآن کی ایک اور آیت (سورہ حج:46) پر بھی معترض صوفیہ کی طرح ظاہر پرستوں کا بڑا شور ہے ہر چند کہ اس آیت میں بھی قرآن نے استعارۃً کفار کے دلوں کو نا سمجھ کہا ہے لیکن اگر کسی کو صرف لفظی معنی پر ہی ضد ہو تب بھی جدید علم سائنس اس کے معنی کی تائید کرتا نظر آرہا ہے سائنس دانوں کے ایک طبقہ کا ماننا ہے دل اور دماغ کے مابین جو Communication ہوتا ہے وہ ایک Dynamic اور دو طرفہ مکالمہ(Two way Dialogue) کی طرح ہے جس میں دونوں اعضا ایک دوسرے کے عمل کو متاثر کرتے ہیں ماڈرن ریسرچ کے مطابق دل چار اہم طریقوں سے دماغ کے ساتھ Communication قائم کرتا ہے۔

(1) Neurological communication (through transmission of nerve impulse)
(2) Biological Communication (through pressure wave)
(3) Biochemical communication (Via Harmons and neurotransmitters)
(4) Energetic Communication (through electromagnetic field interaction)

مذکورہ چار اہم Conduits کے ذریعہ قلب دماغ کے Activity کو متاثر کرتا ہے۔ Dr-J-Yesha kresh قلب پر ریسرچ کرنے والے ایک مشہور سائنس داں ہے ان کے انٹرویو کا درج ذیل اقتباس کافی اہم ہے۔

It turns out that the heart has its own brain an intrinsic system. It is not clear what it does or if it is subservient to the higher brain. But it is clear that it is there, and i believe it has a mission because evolution does not allow thing to remain without purpose. We think this internal nervous system help to fine tune and integrate the heart's diverse activity.

روز مرہ کی زبان میں استعمال ہونے والے ادبی محاورات اور جدید ترین سائنسی تحقیقات کے تناظر میں مولانا وحید الدین خان کا صوفیہ پر اور اہل کفر کا قرآن پر اعتراض کہ انہوں نے دل کو معرفت اور فہم کا مرکز کہہ کر غلطی کی ہے ایک غیر علمی اور متعصبانہ رویہ ہے

(ماہنامہ جام نور دھلی، فروری ۲۰۱۱ عیسوی ص ۲۲۴ مٹیا محل، جامع مسجد دھلی مدیر اعلیٰ خوش تر نورانی صفر المظفر ۱۴۳۲ ھج)

جواب: تصوف کا موضوع اصلاح باطن ہے اور اس کا مدار اصلاح قلب پر ہے حضور ﷺ نے فرمایا جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر ٹھیک ہے تو سارا جسم درست ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو سمجھو سارا جسم بگڑ گیا" سنو وہ قلب ہے"

اور سورہ الحجرات میں:

"لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمھارے دلوں میں مرغوب کر دیا"

عقل کا مقام قلب ہے "ان کے دل ہوتے کہ ان سے سمجھنے لگتے" (الحج)

عقل کا مقام قلب ہے یا دماغ ہے اصلاح قلب ضرورت و اہمیت اور اس کا طریق کار۔

عقل کا محل دل یا دماغ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے سنو جسم میں ایک ٹکڑا ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہو تو پورا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور یاد رکھو گوشت کا وہ ٹکڑا قلب ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ایک جماعت نے اس حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عقل قلب میں ہے سر میں نہیں ہے اور اس میں اختلاف مشہور ہے ہمارے اصحاب (شافعیہ) اور جمہور متکلمین کا یہ نظریہ ہے کہ عقل قلب میں ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عقل دماغ میں ہے علامہ مازری لکھتے ہیں عقل کے قلب میں ہونے کے قائلین اس آیت سے استدلال کرتے ہیں '' فتکون لھم قلوب یعقلون بھا'' کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ سمجھتے اور اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے ''ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب'' بے شک اس میں دل والے کے لیے نصیحت ہے ان آیات کے علاوہ اس باب کی حدیث سے بھی اس پر استدلال کیا جاتا ہے کہ عقل دل میں ہے علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ عقل دماغ میں ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ جب دماغ فاسد ہو تو عقل فاسد ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ عقل دماغ میں ہوتی ہے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس دلیل کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ عقل دماغ میں نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ عادت جاریہ ہو کہ وہ دماغ کے فساد کے وقت عقل کو فاسد کر دیتا ہو اور اس میں کوئی استحالہ نہیں۔

(شرح مسلم ج ۲ ص ۲۸ نور محمد اصح المطابع کراچی)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ عقل کا محل قلب ہے کیونکہ حنبلی علماء نے عقل کا مستقر قلب کو قرار دیا ہے علامیہ عبدالرحمن ابن الجوزی حنبلی لکھتے ہیں

'' القلب قطعة من دم جامدة سوداء وھو مستكن فی الفؤاد وھو بيت النفس و مسكن العقل ''

قلب سیاہ جمے ہوئے خون کا ایک لوتھڑا ہے یہ دل کی کوٹھری ہے نفس کا گھر ہے اور عقل کا مسکن ہے۔

(ابن الجوزی حنبلی المتوفی ۵۹۷ ھ زاد المسیر ج ۱ ص ۲۸ المکتب الاسلامی بیروت کا بحوالہ شرح مسلم ج ۴ ص ۴۱۶)

عقل کا محل دل ہے یا دماغ؟

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''قرآن سائنس کی زبان میں نہیں بلکہ عرف اور ادب کی زبان میں کلام کرتا ہے اور روز مرہ کی گفتگو، عرف، محاورات، اور باقی ادبی زبان میں علم وادراک، سوچ وبچار، احساسات، جذبات، خیالات بلکہ تقریباً دماغ کے تمام افعال کو سینے اور دل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حتی کہ کسی چیز کے یاد ہونے کو کہتے ہیں کہ وہ میرے سینے میں موجود ہے میرے دل میں یہ خیال آیا میرا دل اس کو نہیں مانتا حالانکہ دل تو صرف پمپ کرنے کا ایک آلہ ہے سائنس دان اپنی گفتگو میں الفت اور محبت اور علم اور ادراک کی نسبت دل کی طرف کرتے آئے ہیں دماغ کی طرف نہیں کرتے قرآن مجید میں عام لوگوں کے عرف اور محاورے کے مطابق خطاب ہے۔ (شرح صحیح مسلم چہارم ص ۱۱۴ فرید بک سٹال لاہور)

ثروت جمال اصمعی:

''دل محض خون پمپ کرنے کا آلہ ہے یا سوچنے اور سمجھنے اور فیصلہ کرنے والا انسانی جسم کا حکمران؟ پہلی رائے اب تک جدید سائنس کی رہی ہے جبکہ دوسرا موقف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر مبنی ہے اپنی سرکشی سے خود کو جہنم کا مستحق بنا لینے والے جنوں اور انسانوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے۔

''ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں''۔ (سورۃ اعراف ۱۷۹)

اور نبی ﷺ بتاتے ہیں کہ انسانوں کے تمام معاملات کی درستگی کا انحصار دل کے درست ہونے پر ہے صحیح بخاری کتاب الایمان کی مشہور حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' آگاہ رہو جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک رہے تو پورا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔

سائنس اور قرآن کے اس اختلاف کی توجیہ عام طور پر یہ کی جاتی ہے کہ دل سے پسلیوں کے پنجرے میں مقید مخروطی عضو نہیں بلکہ انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مراد ہے نیز اس صلاحیت کا تعلق تو اصل میں دماغ ہی سے ہے مگر زمانہ قدیم سے چونکہ یہ خیال پایا جاتا ہے کہ دل کا کام ہے اس لئے آسمانی

کتابوں اور مذہبی تعلیمات میں اس حوالے سے دل ہی کا ذکر کیا گیا ہے ہر زبان اور ہر دور کے ادب اور شاعری میں محبت اور نفرت، دوستی اور دشمنی، دیانت اور خیانت، ایثار و خود غرض، بخل اور سخاوت جیسے تمام جذبوں اور اعمال نیز روحانی معاملات کا رشتہ دل ہی سے جوڑا جاتا رہا ہے اسی تصور کے تحت دل جیتے اور ہارے جاتے ہیں محبوب دلوں ہی میں بستے ہیں دلوں کی کشادگی اور تنگی ہی سے باہمی تعلقات بنتے اور بگڑتے ہیں دنیا کی تمام زبانوں میں دلکشی، دل فریبی، دل نوازی، دل رُبائی، دل داری، دریا دلی وغیرہ جیسی ترکیبی دل کے تصور کی بناء پر رائج ہیں دل میلا ہونا، دل صاف ہونا، دل ٹوٹنا، دل بہلانا، دل لگانا، دل جلانا، دل خوش کرنا، دل کا باغ باغ ہو جانا، یہ تمام محاورے دل کے بارے میں عصر حاضر سمیت ہر دور میں موجود رہے ہیں دل کو محض ایک پمپ نہیں بلکہ فہم و شعور کا مرکز سمجھے جانے ہی کی بناء پر غالب نے کہا تھا۔

یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے اور دل ان کو جو دے مجھ کو زبان اور

اس سب کے باوجود دل کے بارے میں جدید سائنس کا موقف چند برس پہلے تک یہی تھا کہ یہ محض خون پمپ کرنے کا آلہ ہے مگر پچھلے چند برسوں میں انسانی جسم میں دل کے کردار کے حوالے سے سائنس کے نقطہ نظر میں ایک انقلابی اور حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوئی ہے جس کے بعد دل کے حوالے سے سائنس کے آسمانی کتابوں، ادب اور شاعری سے ہم آہنگ ہونے کی راہ ہموار ہوگئی ہے تازہ ترین سائنسی تحقیقات کے مطابق دماغ ہی نہیں انسانی دل بھی سوچتا سمجھتا اور فیصلے کرتا ہے بلکہ زندگی کے انتہائی بنیادی فیصلے دل ہی کرتا ہے اور مقصد کے لئے انسانوں کے خالق نے ان کے دل کے اندر بھی دماغ کی طرح کام کرنے والا ایک نظام تخلیق کر رکھا ہے۔

امریکی ریاست کیلی فورنیا کے دی انسٹی ٹیوٹ آف ہارٹ میتھ کے ڈائریکٹر ریسرچ ڈاکٹر رولن میک کریٹے اس بات جو مجازاً یوں کہتے ہیں۔

"دل میں بھی ایک دماغ ہے"

س کی وضاحت انہوں نے ان الفاظ میں کی ہے۔

"دل ایسے اعصاب اور خلیات رکھتا ہے جن کا کام وہی ہے جو دماغ کا ہے مثلاً یادداشت"

"یہ علم الابدان کی ایک حقیقیت ہے ۔۔۔۔ دل دماغ کو اس سے زیادہ معلومات بھیجتا ہے جو دماغ دل کو بھیجتا ہے"

ہارٹ برینڈ "یعنی دل کا دماغ" کی اصطلاح ۱۹۹۱عیسوی میں ڈاکٹر جے انیڈریو آرمر نے وضع کی انھی نے دل کو چھوٹے دماغ کا نام دیا ہارڈ میڈیکل اسکول کے مطابق "دل اور دماغ کے درمیان کیمیائی بات چیت دونوں اعضاء کو متاثر کرتی ہے افسردگی، تناؤ، احساس تنہائی، مثبت سوچ اور دوسرے نفسیاتی سماجی عوامل دل پر اثرانداز ہوتے ہیں دل کی صحت دماغ اور ذہن پر اثر کر سکتی ہے"

دل کے دماغ کی طرح کام کرنے کے انکشافات کے بعد نیوروکارڈیالوجی کے نام سے علم طب کی ایک نئی شاخ وجود میں آئی ہے جو دل اور دماغ کے باہمی تعلق کے امور سے بحث کرتی ہے تحقیق کار اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ منفی جذبات، دل کی دھڑکن اور دماغی لہروں دونوں کی ترتیب اور آہنگ میں خلل ڈالتے ہیں دل جسمانی واسطوں سے دماغ کو پیغامات بھیجتا ہے اور دماغ انہیں جذبات میں ڈھال دیتا ہے ڈاکٹر میک کریٹے اس کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

"دل کی دھڑکنیں مورس کوڈ کی طرح ہیں۔ ان پیغامات سے ایک شخص کے جذبات کی کیفیت کی عکاسی ہوتی ہے"

ڈاکٹر ڈومینک سرل "تھنکنگ فرام دی ہارٹ" کے عنوان سے اپنے ایک مقالے میں بتاتے ہیں کہ

"پچھلے دو عشروں میں ہونے والی تحقیقات سے پتا چلا کہ دل اطلاعات کی پروسسنگ کا مرکز ہے جو سیکھ سکتا ہے یاد رکھ سکتا ہے کھوپڑی میں موجود دماغ سے بالاتر رہتے ہوئے خود مختارانہ طور پر کام کر سکتا

ہے اور عملاً کلیدی دماغ کو سگنل بھیجتا ہے اور مربوط کرتا ہے اور یوں ہمارے فہم وادراک اور جذبات کو منضبط کرتا ہے گویا ہم اپنے سینے میں ایک دوسرا دماغ رکھتے ہیں''

دل کے بارے میں یہ نئی سائنسی تحقیق جس کے مختلف پہلوؤں پر بڑے پیمانے پر کام جاری ہے بارہا سامنے آنے والی اس حقیقت کا ایک اور ثبوت ہے کہ سائنس کے نام پر پیش کی جانے والی ہر بات حتمی سچائی نہیں ہوتی حقیقت کی تلاش کے لئے تمام نظریات کو حتمی حقیقت سمجھ کر وحی الہی کے ذریعے ملنے والی معلومات کو ان کسوٹی پر بانچنے کی روش درست نہیں کائنات کی پیدائش ،انسان کی تخلیق ،خدا کے وجود اور کائنات پر اس کی فرماں روائی سمیت ایسے تمام معاملات میں درست راستہ یہ سمجھنا ہے کہ سائنس کائنات کے اصل حقائق تک پہنچنے کی کوشش میں ہے لیکن اب تک بے پناہ حقائق اس کی پہنچ سے باہر ہے جیسا کہ جدید سائنس کے امام نیوٹن نے کہا تھا کہ

''میں نہیں جانتا کہ دنیا کی نگاہوں میں میرا مقام کیا ہے لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اپنے آپ کو محض ایک ایسا بچہ سمجھتا ہوں جو ساحل سمندر پر کھیل رہا ہے اور اسے عام سنگ ریزوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہم وار سنگ ریزے یا زیادہ خوبصورت سیپیاں مل گئی ہیں جبکہ غیر دریافت شدہ حقائق کا وسیع سمندر اس کے سامنے ٹھاٹھیں مار رہا ہے''۔(روزنامہ جنگ لاہور چودہ اپریل ۲۰۱۴ء ثروت جمال اصمعی)

اصلاح قلب اہمیت، طریق کار:

آج ہم دل کی اصلاح سے غافل ہیں اس کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے درس تدریس جاری ہے علماء موجود ہیں وعظ بھی ہوتے ہیں تالیف بھی ہو رہی ہے تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری ہے دار الافتاء بھی موجود ہیں دعوت و تبلیغ کا کام بھی ہو رہا ہے لیکن ایک کام جو نہایت اہم ہے وہ کما حقہ نہیں ہو رہا وہ کیا ہے ؟دل کی اصلاح کا کام اس کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے حالانکہ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے بنیادی لحاظ سے جو چار مقاصد بیان ہوئے ہیں۔

(۱) تلاوت آیات قرآن کریم (۲) تعلیم الکتاب (۳) تعلیم الحکمۃ (۴) تزکیہ نفوس

ان چار مقاصد میں سے تزکیہ نفس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے جسے بعد کے دور میں تصوف کا نام دیا گیا ہے یاد رکھیں دل کی اصلاح کے لئے دو کام ضروری ہیں۔

(۱) ایک اللہ والوں کی صحبت (۲) اور دوسرا بکثرت اللہ کا ذکر سورہ التوبہ ۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے ایمان والو! تقوی اختیار کرو اور صادقین (سچے لوگوں) کی معیت اختیار کرو''

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صادقین کی جماعت قیامت تک باقی رہے گی اس لیے تو ان کی صحبت اور معیت اختیار کرنے کا حکم دیا جارہا ہے حضرات صحابہ کرام کو تو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی اور حضور ختم المرسلین ﷺ کے وصال اور پردہ فرمانے کے بعد یہ معیت اور صحبت حضور ﷺ کی امت کے صادقین یعنی اولیاء اللہ اور اہل اللہ کے ساتھ اختیار کرنی ہو گی۔

معیت اور صحبت کے عجیب اثرات:

صحبت کے عجیب اثرات ہوتے ہیں ایک حدیث پاک میں لوہار اور عطار کی صحبت اور ان کے ساتھ نشت و برخاست کے اچھے برے اثر کا ذکر ہے اور اسی طرح صحیح مسلم کی کتاب القدر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانه وینصرانه ویمجسانه''

''ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں''

قارئین! مقام غور ہے کہ فطرت اسلام پر پیدا ہونے والے ایک بچے کی فطرت کو اگر یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں کی صحبت اور معیت کا یہ اثر ہے تو سوچو کہ اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی صحبت اہل اللہ کی صحبت اللہ کے ولیوں کی صحبت اور معیت اختیار کرنے سے بندے کے ظاہر و باطن میں صحیح اور صالح تبدیلی کیوں پیدا نہ ہو گی یقینا پیدا ہو گی ''صحبت صالح ترا صالح کند''

اور دوسرے ذکر اللہ کا اہتمام ہونا چاہیے ''وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ '' (العنکبوت ۴۵) اور یقیناً اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔

ہمارے دور کے ایک عظیم اسلامی محقق اور مفکر مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی لکھتے ہیں ''چونکہ تزکیہ کا تعلق دل سے ہے اور دل تمام اعضاء کا حاکم ہے جب دل پاک ہوتا ہے تو اعضاء گناہوں کی نجاست سے محفوظ ہو جاتے ہیں''

''مولانا روم فرماتے ہیں''

ذکر حق پاک است پاکی چوں رسید   رخت بربند دبروں آید پلید

انسانی بیماریاں دو قسم کی ہیں۔

(۱) جسمانی بیماریاں (۲) روحانی بیماریاں

ڈاکٹر حکیم اور طبیب جسمانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں اور صوفیاء، صلحاء اور تزکیہ نفوس فرمانے والے اولیاء اللہ روحانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں اور اس عقیدہ کے باوجود کہ شفاء اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے ڈاکٹر، حکیم اور طبیب کی ضرورت سے انکار ''دیوانگی'' کہلاتی ہے اسی طرح شفاء من جانب اللہ کا عقیدہ رکھتے ہوئے روحانی معالجین (یعنی صوفیاء کرام) اور اس طریقہ علاج (یعنی تصوف) کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا اور جسطرح جعلی ڈاکٹروں اور حکیموں کی موجودگی کے باوجود ڈاکٹری اور حکمت و طب کا انکار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح جعلی پیروں اور خود ساختہ صوفیوں کی موجودگی کے باوجود تصوف اور صوفیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کے وجود اور ان کی افادیت اور ان کے فیوض و برکات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

آج ملت اسلامیہ جہاں بے شمار جسمانی امراض کا شکار ہے وہاں روحانی طور پر یہ قوم مفلوج ہو کر رہ گئی ہے سیاست جو انسانی حدیث کا دوسرا نام ہے کرپشن، لوٹ مار، جاہ پرستی اور تکبر و غرور کا باعث بن چکی

ہے حقوق العباد کی تلفی فرض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی سود خوری اور رشوت ستانی اور نہ جانے کون کون سی روحانی اور باطنی بیماریاں اس معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں۔

ان خرابیوں کے ازالے کے لئے استعمال ہونے والے تمام طریقے ناکام ہو چکے ہیں کیونکہ اصل علاج (یعنی دل کی پاکیزگی جس میں صرف اور صرف خوف خدا اور آخرت کا ڈر ہو) کی طرف توجہ نہیں ہے لہذا تقوی وہ دولت ہے جو دل کو ان تمام برائیوں سے پاک کر سکتا ہے (ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں تقوی یہ ہے کہ لوگ تمھاری زبان پر، فرشتے تمھارے افعال میں اور مالک عرش تمھارے باطن اور قلوب میں عیب نہ دیکھے واقدی نے کہا: تقوی یہ ہے کہ جسطرح تم مخلوق کے لئے اپنے ظاہر کو مزین و آراستہ کرتے ہو اس طرح خالق کے لئے اپنے باطن کو مزین کرو) اور تقوی کی بنیاد "تصوف" ہے وہ کسی برگزیدہ شخصیت کی صحبت و تربیت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

(مجلہ معارف اولیاء ص ۱۰ شمارہ نمبر ۴، دسمبر ۲۰۱۳ محکمہ اوقاف دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور)

صلاحیت نہ باشد ہیچ شئے جز صحبت نیکاں   کہ قطرہ تایافتد در صدف گو ہر نمی گردد

(بیدل رحمۃ اللہ تعالی)

ہمارے استاذ مکرم حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

صوفیاء کرام کے آستانے اور خانقاہیں اہلسنت و جماعت کے قدیم دینی، اصلاحی اور رفاہی ادارے ہیں اللہ تعالی انہیں آباد رکھے مگر موجودہ حالت میں بعض آستانوں کی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مندرجہ ذیل گزارشات پیش خدمت ہیں:

بعض آستانوں پر اُن کے اپنے ہی مشائخ کی تعلیمات کو فراموش کر دیا گیا ہے اور اپنے سلسلہ مشائخ کی تعلیمات کے برخلاف بہت سی خرافات کو رواج دیا گیا ہے سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کتب کا مطالعہ کریں تو اہلسنت کے عقائد اُن پر واضح ہو جائیں گے خصوصاً "الفتح الربانی، فتوح الغیب" اور "سر

الاسرار'' کا مطالعہ کرنے والا تمام صحابہ کرام (بشمول) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنھم کا احترام کرے گا داتا صاحب لکھتے ہیں

''یزید بن معاویۃ اخذاہ اللہ دون ابیہ ''یعنی یزید بن معاویہ کو اللہ رسوا کرے مگر اس کے والد کو نہیں۔

(کشف المحجوب، ص ۷۸)

نقشبندی سلسلے اگر مشائخ نقشبند کی کتب خصوصاً مکتوبات امام ربانی کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے مریدوں کو بھی کروائیں تو اُن کے سلسلے سے وابستہ کوئی بھی شخص کبھی رافضی یا خارجی نہیں بنے گا اسی طرح چشتی سلسلے سے وابستہ حضرات اگر مشائخ کی کتب خصوصاً ''سبع سنابل، فوائد الفواد'' اور حضرات خواجہ تونسویؒ کے ملفوظات کا مطالعہ کریں تو کبھی رفض میں مبتلا نہیں ہوں گے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا پیرو آپ کی کتابوں عقل بیدار اور نور الہدیٰ میں چار یار کی تصریح دیکھے گا تو ہرگز رافضیت اور خارجیت کی طرف مائل نہ ہوگا حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔

از مذہب روافض واز ملت خوارج بیزارام من کہ سنی، دوست دار چہار یارم ہر کہ خواہد ہر وقت مشرف شو بدیدار محمد رسول ﷺ واصحاب کبار و پنجتن پاک غنچہ دل شگفتہ شود معرفت اللہ بہ ملازمۃ شاہ محی الدین ازیں نقش خوش بیں

(ترجمہ) یعنی میں مذہب روافض اور ملت خوارج سے بیزار ہوں، میں سنی ہوں، چار یار یعنی خلفائے راشدین سے محبت کرنے والا ہوں، جو بھی محمد رسول اللہ ﷺ آپ کے اصحاب کبار پنجتن پاک کے دیدار سے مشرف ہونا چاہے اُس کے دل کی کلی کھل جائے گی۔

پھر آپ نے خلفائے راشدین حسنین کریمین، سیدہ فاطمۃ الزہرا اور غوث اعظم رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی پر مشتمل ایک نقش بنایا اور لکھا:

"جو کوئی غوث اعظم سے وابستہ رہتے ہوئے اس نقش کو سامنے رکھے گا اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ اور خلفائے راشدین کی حضوری کا شرف نصیب ہوگا" (عقل بیدار، ص ۲۰۹، ۲۰۸)

اسی طرح سہروری سلسلے والے عوارف المعارف اور دیگر تصوف کی کتابوں کا درس اپنی خانقاہوں میں رائج کریں تاکہ دین کی صحیح تعلیمات ان کے مریدوں و متوسلین تک پہنچ سکیں۔ جامی ہندی نے لکھا:

بندہ پروردگارم اُمت احمد نبی	دوست دار چار یارم تابہ اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم، ملت حضرت خلیل	خاک پائے غوث اعظم، زیر سایہ ہر ولی

آستانوں پر مشائخ کے صاحبزادگان اور خلفاء کے لیے ضروری دینی علوم کے ساتھ ساتھ اپنے سلسلے کے اذکار و مراقبات، نفس کی اصلاح اور حصول استغناء کے لیے تزکیہ و تربیت کا اہتمام ضروری ہے تشرع و تدین اہلیت اور علم کے بغیر محض اولاد ہونے کی بنیاد پر خلافت اور سجادگی کی مسند پر بٹھا دینا مقاصد رُشد و ہدایت اور طریقت و شریعت کے خلاف ہے، ہمارے ہاں نفوذ کرنے والی بہت سی خرابیوں کا بڑا سبب یہی ہے۔

بعض آستانوں پر حاضر ہونے والے زائرین کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہیں اعراس مبارکہ کی تقریبات میلوں میں تبدیل ہوگئی ہیں ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی کو فروغ دے کر لوگوں کو اپنی عقیدت کے حصار میں رکھا جاتا ہے ان آستانوں کو "قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالَ الرَّسُوْلُ ﷺ یعنی دینی تعلیم و تربیت کے مراکز بننا چاہیے۔

خوشا مسجد و مکتب و خانقاہے — کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ

کیا ہی بات ہے اُس مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کی، کہ جہاں سیدنا محمد ﷺ کے ارشادات مبارکہ کی تعلیم دی جا رہی ہو۔

مقام مسرت ہے کتاب ""ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ"" کے مصنف محترم جناب ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی حفظہ اللہ تعالیٰ جو ایک عظیم خانقاہ اور مدرسہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم کے مؤسس اور ناظم اعلیٰ ہیں ان کے جامعہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ بیک وقت درس گاہ بھی ہے اور خانقاہ بھی اور ڈاکٹر صاحب زید مجدھم ""بدست خود جام شریعت و جام طریقت ہر دومی دارند"" فاللہ الحمد اللہ تعالیٰ استقامت اور اخلاص کی دولت عطا فرمائے اب طالبین علوم شریعت اور سالکین طریقت سے گزارش ہے کہ:

یہ در ہیں قریب مصطفٰے کے در سے ۔۔۔ کچھ لے کے اٹھو اہل صفا کے در سے
سب کچھ ملتا ہے اولیاء کے در سے ۔۔۔ ایمان، یقین، سکون، رسالت، توحید

عقلیات اور فلسفہ کا ماہر اسلامی مفکر مُلّا صدرا ایران کا پچھلی صدی میں ایک مصلح گزرا ہے اس نے تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس کا طریق کار سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اپنے فلسفیانہ انداز میں بیان کرتے ہوئے چار لطائف ""نکات"" کا ذکر کیا ہے۔

پہلا نکتہ: باخود: یعنی اپنی ذات کی طرف متوجہ ہوتا۔

دوسرا نکتہ: باخدا: خدا سے لو لگانا اور اللہ کا تقرب حاصل کرنا۔

تیسرا نکتہ: از خدا با خلق: اللہ کی طرف سے آنے والا پیغام (احکام شرع) مخلوق کو پہنچانا تبلیغ کرنا۔

چوتھا نکتہ: خلق باخدا: مخلوق کو خالق سے ملا دینا۔

اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی حفظہ اللہ تعالیٰ نے احادیث رسول ﷺ کا یہ گلدستہ مرتب فرمایا جس میں ذکر اور ذاکرین کی فضیلت و مقام اور غافلین و تارکین ذکر کے لیے وارد وعیدوں اور خساروں کا ذکر کیا ہے یہ کتاب واقعی بندے کو اللہ سے ملانے والی ہے اور اس راہ میں سالک کے لیے مفید اور معاون ثابت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مصنف کو دونوں جہانوں کی سعادتوں اور برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

دعاگو و عاجز

مولانا غلام نصیر الدین چشتی
ناظم تعلیمات، دار العلوم جامعہ نعیمیہ،
گڑھی شاہو، لاہور

حرفِ آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَعْدَنِ اَنْوَارِہٖ وَ مَخْزَنِ

اَسْرَارِہٖ وَ مَحَلِّ عِنَایَاتِہٖ وَ تَجَلِّیَاتِہٖ وَ سَعَادَاتِہٖ وَ ظُھُوْرَاتِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ

الَّذِیْ قَالَ اللّٰہُ فِیْ حَقِّہٖ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ

محبوب کبریا، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارک نہ صرف مؤمنین کیلئے اللہ ربّ العزت جل جلالہ کا احسان عظیم ہے۔

ارشاد ربانی ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

بلکہ سب انسانوں کیلئے عظیم انعام، نعمت کبریٰ ہے۔ جس کا شکر سب پر واجب ہے

ارشاد خداوندی ہے

وَ اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً

ترجمہ: اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں۔

اور یہی مؤمنین پر اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا

ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے (حضور ﷺ کی ذاتِ مبارک) اللہ کا بڑا فضل ہے۔

اللہ کی نعمت اور فضل کا شکر ادا کرنا اور احسان ماننا، اس نعمت سے استفادے کو بڑھا دیتا ہے۔

اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے آداب اپنے کلام میں خود سکھائے۔

اللہ ربّ العزت نے فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہو جائیں

غور طلب نقطہ ہے کہ انسان گناہ کرنے میں حد تجاوز کر جائے یعنی کبائر میں مبتلا ہو جو حد کے نفاذ کا موجب بنے اسے اللہ تعالیٰ دائرہ اسلام سے خارج نہیں فرماتا لیکن اگر ذرا سی بے ادبی اور بے احتیاطی کے آواز بھی آپ ﷺ کی آواز سے اونچی ہو جائے تو تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ فرما کر ایمان سلب ہونے کی نوید سنا دی یعنی ایمان ہی غارت ہو گیا۔ آپ ﷺ کی ذات ہر طرح کے انعام واکرام، فضل ورحمت، دین وایمان کا حقیقی ذریعہ ہے۔ جس کی برکت، رحمت اور خیرات میں سب نعمتیں انسانوں تک پہنچتی ہیں۔

کریم آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي [1]

ترجمہ: اللہ دیتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے		دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ		اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ﷺ

آپ ﷺ کی نسبت اور صحبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایسی حقیقت ایمان سے مزین ہوئے کہ انہیں اپنا رب ایسے یاد ہوا گویا اسے دیکھتے ہوں یا اتنا یقین

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب العلم، باب من یرد اللہ خیرا یفقہ فی الدین

ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے۔ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں فرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ

أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

ترجمہ: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یاد، اسے یاد کرنے سے نہیں ہوتی بلکہ یاد ہو جانے سے ہوتی ہے۔ جب یاد ہو جائے تو بھولتا نہیں۔

ذکر اور نسیان ایک دوسرے کی ضد ہیں جس طرح دن اور رات۔ اس درجے کی یاد کے بغیر حقیقت عبادت کا تصور محال ہے۔ یعنی انسان اپنے ہونے کا مقصد پورا نہیں کر سکتا۔ اللہ کریم نے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

ترجمہ: اور میں نے نہیں پیدا کیا جن وانس کو مگر (اسلئے) کہ وہ عبادت کریں۔
اور یہ بھی اللہ کے محبوب کی خیرات سے ممکن ہے۔

جس کو جو کچھ ملا تیرے در سے ملا   سب ہیں تیرے گدا یا نبی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ارشاد ربانی ہے۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اسے مد نظر رکھتے ہوئے فقیر نے فرمانِ رسول ﷺ سے اکتساب فیض کرتے ہوئے الاربعین فی فضل الذکر و التقرب الی اللہ تعالیٰ اکھٹی کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو نہ صرف بندگی کے اسلوب میں ڈھالنے کا سبب بنے بلکہ شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ ہو۔

یہ اللہ تعالیٰ کے فضل، اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ کی رحمت اور مرشد کریم کی نظر عنایت کے سبب ممکن ہوا۔ فقیر اس کاوش کو اپنے مرشدین کرام، والدین کریمین، سالکین، محبین اور تمام امت محمدیہ کے نام کرتا ہے۔ جو سب کیلئے دنیا میں نافع اور آخرت میں توشہ نجات بنے۔

آمین بجاہ نبی الکریم

الفقیر

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

احادیث نبویہ

1. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَكْثَرَ ذِكْرَ اللهِ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ»[1]

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

2. عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ إِلَى أَنْ قَالَ: وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللهَ فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ، كَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللهِ۔[2]

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ خود

---

[1] اخرجه الطبرانی فی المعجم الاوسط باب المیم من اسمه محمد، و معجم الصغیر، و شعب الایمان

[2] :أخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الأمثال، باب: ما جاء فی مثل الصلاة والصیام والصدقة، وابن حبان فی الصحیح، وأحمد بن حنبل فی المسند، أبو یعلی فی المسند،

بھی اُن پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اُن پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیں۔ (لمبی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے) فرمایا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ بے شک ذکرِ الٰہی کی مثال ایسے ہے جیسے کسی آدمی کے دشمن اس کے پیچھے بھاگیں اور وہ ایک مضبوط قلعہ میں آکر پناہ گزین ہو جائے اور اُن سے اپنے آپ کو محفوظ کر لے۔ اِسی طرح بندہ اپنے آپ کو شیطان سے صرف ذکرِ الٰہی کے سبب ہی بچا سکتا ہے۔

3. عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهَا»[1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا سوائے اس لمحے کے جو اللہ کے ذکر کے بغیر دنیا میں گزرا ہوگا۔

[1] اخرجه المعجم الكبير للطبرانی باب الميم زہير بن نفيل عن معاذ بن جبل۔ شعب الايمان كتاب محبة الله عز وجل فصل فی دامت ذكر الله عز وجل

4. عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ أَنَّ رَجُلًا فِي حِجْرِهِ دَرَاهِمُ يُقَسِّمُهَا، وَآخَرُ يَذْكُرُ اللهَ، كَانَ الذَّاكِرُ لِلّٰهِ أَفْضَلُ»[1]

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایک آدمی کے اپنے دامن میں درہم ہوں اور تقسیم کرتا ہے اور دوسرا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔

5. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيَذْكُرَنَّ اللهَ قَوْمٌ فِي الدُّنْيَا عَلَى الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ يُدْخِلُهُمُ اللهُ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى[2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالی ان کو جنت کے اعلی درجات میں داخل فرمائے گا۔

[1] اخرجه الطبراني في المعجم الاوسط باب الميم من اسمه محمد، الترغيب والترهيب مجمع الزوائد

[2] في مسند أبي يعلى، وصحيح ابن حبان، وكنز العمال، وفيض القدير

6. عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ، وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي[1]

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق جو کفایت کرے۔

7. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ يُفَضِّلُ الصَّلَاةَ الَّتِي يَسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يَسْتَاكُ سَبْعِينَ ضِعْفًا. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَضِّلُ الذِّكْرَ الْخَفِيَّ الَّذِي لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِينَ ضِعْفًا[2]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کے ساتھ پڑھی گئی نماز کی فضیلت ستر گناہ زیادہ بیان فرماتے جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہو اور رسول اللہ ﷺ عام ذکر کے مقابلے میں ذکر خفی کی فضیلت ستر گناہ زیادہ بتاتے جس کو فرشتے بھی نہیں سنتے۔

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل مسند أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، صحيح ابن حبان، الدعاء للطبراني

[2] اخرجه البيهقي في شعب الايمان - مسند أبي يعلى، مسند عائشة

8. عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: خِيَارُكُمُ الَّذِينَ إِذَا رُءُوا، ذُكِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ[1]

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنھا سے روایت ہے انھوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کیا میں تم میں سے بیان نہ کروں ان لوگوں کا حال جو اللہ کے بہتر بندے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ بیان فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہتر تم میں وہ لوگ ہیں کہ ان کو جب کوئی دیکھے تو اللہ کی یاد آئے۔

9. عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ» 2

حضرت عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

[1] اخرجه سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب فضل الفقر۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل، الجامع في الحديث لابن وهب

[2] اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأذان، باب هل يتتبع المؤذن فاه ها هنا وها هنا، وهل يلتفت في الأذان ۔ والصحيح مسلم، والترمذي

10. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللهَ، لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ، إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ، قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ.[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم ایسی نہیں جو اللہ تعالی کا ذکر کرنے کے لیے جمع ہو جس سے اللہ تعالی کی خوشنودی چاہتے ہو مگر یہ کہ انہیں آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے اٹھو تم بخش دیئے گئے ہو اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

11. عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: أَيُّ الْمُجَاهِدِينَ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ ذِكْرًا، قَالَ: وَأَيُّ الصَّائِمِينَ أَعْظَمُ لِلَّهِ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ ذِكْرًا، ثُمَّ ذَكَرَ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ، كُلُّ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ ذِكْرًا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يَا أَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاكِرُونَ اللهَ بِكُلِّ خَيْرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلْ۔[2]

---

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل ۔ ومسند البزار، والمصنف ابن ابی شیبة

[2]. أخرجه أحمد بن حنبل فی المسند والطبرانی فی المعجم الكبير، والمنذری فی الترغيب والترهيب، والهيثمی فی مجمع الزوائد

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: کون سے مجاہد کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن میں سے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ اس نے دوبارہ عرض کیا: روزہ داروں میں سے کس کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن میں سے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ پھر اُس نے ہمارے لیے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقے کا ذکر کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ ہر بار فرماتے رہے: جو اُن میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو حفص! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے تمام نیکیاں لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بالکل (درست ہے)۔

12. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ»[1]

[1] اخرجه المسلم فی الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر۔ وابن ماجه، وسنن ابی داؤد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دونوں راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو ان کو وہ فرشتے گھیر لیتے ہیں (جو راستوں پر اہل ذکر کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں) ان کو رحمت اپنی آغوش میں لے لیتی ہے (وہ خاص رحمت جو آیت (وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ) (الاحزاب: 35) کے لیے مخصوص ہے) ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے پاس والوں یعنی ملائکہ مقربین اور ارواح انبیاء میں کرتا ہے۔

13. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: جُمْدَانُ فَقَالَ: «سِيرُوا هَذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ». قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ»[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ مکہ کے راستوں پر چلے جا رہے تھے کہ ایک پہاڑ کے پاس سے گزرے جس کا نام جمدان تھا

[1] اخرجه المسلم في الصحيح، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث على ذكر الله تعالى

آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا چلے چلو یہ جمدان ہے، مفردون سبقت لے گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ! مفردون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مرد جو اللہ کو بہت یاد کریں۔ اور وہ عورتیں جو اللہ کو بہت یاد کریں۔

14. وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ»[1]

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور جو شخص اپنے پروردگار کو یاد نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ شخص اور مردہ شخص کی سی ہے۔

15. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَمَنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ مِنَ النَّاسِ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَطْيَبَ[2]

---

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل۔ والصحیح ابن حبان، والشرح السنة للبغوی

[2] مسند الإمام أحمد بن حنبل فی مسند أبی هریرة رضی اللہ عنہ، صحیح ابن حبان، مسند البزار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے بندہ اگر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے مجلس میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بڑی اور پاکیزہ محفل میں اسے یاد کرتا ہوں۔

16. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ عَجَزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ أَنْ يُكَابِدَهُ وَبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يُجَاهِدَهُ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللهِ۔ [1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص پوری رات (عبادت کرنے کی) مشقت سے عاجز ہے، دولت خرچ کرنے میں بخیل ہے اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے میں بزدل ہے، اُسے زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔

17. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: «أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي، إِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ،

[1] أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، وفي مسند الشاميين والبيهقي في شعب الإيمان، ۔

ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ هُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً. [1]

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے نفس (بلا کیف) میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے بھری محفل میں یاد کرے تو میں اسے اس سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف ایک بالشت آئے تو میں اس کی جانب ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک گز مجھ سے قریب ہو تو میں دو گز اس سے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کے پاس آتا ہوں۔

[1] اخرجه المسلم فی الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث علی ذکر اللہ تعالی، والصحیح البخاری، والسنن الترمذی

18. عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللهُ عزوجل:

أَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (روزِ قیامت) اللہ عزوجل فرمائے گا: دوزخ میں سے ہر ایسے شخص کو نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا یا کسی مقام پر (بھی) مجھ سے ڈرا۔

19. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ قَالُوا وَمَا الْمُفْرِدُونَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہلکے پھلکے لوگ آگے نکل گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو ذکر الٰہی میں ڈوبے

[1] أخرجه الترمذي في السنن، كتاب: صفة جهنم، باب: ما جاء أن للنار نفسين، ، والحاكم في المستدرك، والبيهقي في الاعتقاد،

[2] أخرجه الترمذي في الدعوات: باب في العفو والعافية - ومسند احمد بن حنبل، وصحيح ابن حبان

ہوئے ہیں۔ ذکر ان پر سے گناہوں کے بوجھ اتار دیتا ہے۔ لہٰذا وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے ہو کر حاضر ہوں گے۔

20. عَنْ أُمِّ أَنَسٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَوْصِنِي۔ قَالَ: اهْجُرِي الْمَعَاصِي فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ وَحَافِظِي عَلَى الْفَرَائِضِ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْجِهَادِ وَأَكْثِرِي ذِكْرَ اللهِ فَإِنَّكِ لَا تَأْتِيْنَ اللهَ بِشَيْئٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِهِ۔[1]

حضرت اُمِ انس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گناہوں کو چھوڑ دے یہ سب سے افضل ہجرت ہے اور فرائض کی پابندی کر یہ سب سے افضل جہاد ہے۔ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر۔ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرتِ ذکر سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز پیش نہیں کر سکتیں۔

[1] أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، وفي المعجم الكبير، والديلمي في مسند الفردوس

21. وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذهبِ والوَرِقِ وخيرٌ لكم مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ» قَالُوا: بَلَى قَالَ: «ذِكْرُ اللهِ».[1]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسے عمل سے آگاہ نہ کروں جو تمہارے اعمال میں بہت بہتر، تمہارے بادشاہ کے نزدیک بہت پاکیزہ، تمہارے درجات بلند اور تمہارے روپیہ اور سونا خرچ کرنے سے بہتر ہے اور اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے دشمنوں (یعنی کفار) سے ملو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہاں اور ہمیں بتایئے کہ وہ کون سا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر۔ اس روایت

[1] اخرجه الترمذي في السنن، : أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ باب: ما جاء في فضل الذكر، وموطأ الإمام مالك، وأحمد بن حنبل في المسند،

کو مالک، احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ لیکن امام مالک نے اس روایت کو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بطریق موقوف نقل کیا ہے۔

22. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ وَاضِعٌ خَطْمَهُ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، فَإِنْ ذَكَرَ اللهَ خَنَسَ، وَإِنْ نَسِيَ الْتَقَمَ قَلْبَهُ فَذَلِكَ الْوَسْوَاسُ الْخَنَّاسُ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شیطان نے ابن آدم کے دل پر اپنی رسیاں ڈالی ہوئی ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ بھاگ جاتا ہے اور اگر وہ بھول جائے تو وہ اُس کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اور یہی وسوسہ ڈالنے والا خناس ہے۔

23. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ» [2]

---

[1] أخرجه أبو يعلى في المسند، والبيهقي في شعب الإيمان، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء

[2] أخرجه الترمذي في السنن، : أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ باب : ما جاء في هوان الدنيا على الله عز وجل، شرح السنة البغوي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا اور اس کی تمام چیزیں ملعون ہیں البتہ اللہ کا ذکر اور اس کی معاون چیزیں اور عالم یا متعلم اللہ کے نزدیک محبوب ہیں۔

24. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يذكر الله فِيهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ».[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے قضا و قدر کے سبب سے) اس کے لیے حسرت کی بات ہو گی اور جو شخص اپنی خوابگاہ میں لیٹے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے تو یہ اللہ کی طرف سے اس کے لیے حسرت اور ٹوٹے کی بات ہو گی۔

25. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً».[2]

---

[1] اخرجه ابوداؤد فی السنن، کتاب الأدب باب کراهية أن يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله، والعمل اليوم والليلة،

[2] اخرجه ابوداؤد فی السنن، کتاب الحدود باب رجم ماعز بن مالك، وأحمد بن حنبل فی المسند،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگ کسی نشست کے بعد اٹھیں اور اس نشست میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو وہاں سے ان کا اٹھنا مردار گدھے کی مانند ہے اور ان پر حسرت و افسوس ہے۔

26. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ»[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں نہ تو اللہ کا ذکر کریں اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجیں تو وہ مجلس ان کے لیے باعث افسوس ہی ہو گی اب چاہے تو اللہ تعالی عذاب میں انھیں مبتلا کرے اور چاہے تو انھیں بخش دے۔

27. وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللهِ»[2]

---

[1] أخرجه الترمذی فی السنن، : أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ باب : ما جاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون الله ، والسنن ابن ماجه، وأحمد بن حنبل فی المسند،

[2] اخرجه الترمذی فی السنن، : أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ باب : ما جاء فی حفظ اللسان ، وأحمد بن حنبل فی المسند،

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ابن آدم کا ہر کلام اس کے لیے وبال ہے علاوہ اس کلام کے جو امر بالمعروف (نیکی کی تاکید و تعلیم کرنے) نہی عن المنکر (برائی سے بچنے کی تلقین) یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ہو۔

28. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي»[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ذکر اللہ کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو کیونکہ ذکر اللہ کے بغیر کلام کی کثرت دل کی سختی کا باعث ہے اور یاد رکھو کہ آدمیوں میں اللہ سے دور سب سے وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔

29. وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: نَزَلَتْ فِي

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، : أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ باب : ما جاء فی حفظ اللسان ، وأحمد بن حنبل فی المسند، وموطأ الإمام مالك

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهُ. فَقَالَ: «أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيمَانِهِ» [1]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت (وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ)(التوبہ: 34)۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں الخ نازل ہوئی تو اس وقت ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے (یہ آیت سن کر) بعض صحابہ رضی اللہ عنھم نے کہا کہ سونے اور چاندی کے بارے تو یہ آیت نازل ہو گئی اور ہمیں ان چیزوں کا حکم اور ان کی مذمت معلوم ہوئی۔ کاش ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ سونے اور چاندی کے علاوہ اور کون سا مال بہتر ہے تاکہ ہم اسے جمع کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، شکر ادا کرنے والا دل اور مسلمان بیوی جو اپنے شوہر کے ایمان کی مددگار ہو بہترین مال ہے۔

30. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ وَأَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ: «الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ. قَالَ: «لَوْ

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، : أبواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب: ومن سورة التوبة،

ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا فَإِنَّ الذَّاكِرَ لِلَّهِ أَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً»[1]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا بندہ بہتر ہے (یعنی بہت زیادہ ثواب پاتا ہے) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند تر درجہ کا مالک ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ جہاد کرنے والوں سے بھی زیادہ افضل ہے اور بلند مرتبہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین پر اپنی تلوار مارے یہاں تک کہ وہ تلوار ٹوٹ جائے اور (تلوار یا خود مجاہد) خون سے رنگین ہو جائے (یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ وہ شہید ہو جائے) تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا شخص باعتبار درجہ کے اس شخص سے بہتر ہے۔

31. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا ذَكَرَ اللهَ خَنَسَ وَإِذَا غَفَلَ وسوس»[2]

---

[1] أخرجه الترمذي في الدعوات: باب ما جاء في فضل الذكر- ومسند احمد بن حنبل،

[2]. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شیطان انسان کے دل سے چپکا رہتا ہے جب وہ دل سے اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکر اللہ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ اس روایت کو بخاری نے بطریق تعلیق (یعنی بغیر سند) کے نقل کیا ہے۔

32. وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «ذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِينَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّينَ وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِينَ كَغُصْنٍ أَخْضَرَ فِي شَجَرٍ يَابِس» وَفِي رِوَايَةٍ: «مَثَلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِي وَسَطِ الشَّجَرِ وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِينَ مَثَلُ مِصْبَاحٍ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِينَ يُرِيهِ اللهُ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ حَيٌّ وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِينَ يُغْفَرُ لَهُ بِعَدَدِ كُلِّ فَصِيحٍ وَأَعْجَمٍ». وَالْفَصِيحُ: بَنُو آدَمَ وَالْأَعْجَمُ: الْبَهَائِمُ.[1]

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں غافلوں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنے والا بھاگنے

[1] مشکاۃ المصابیح کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب إلیہ

والوں کے پیچھے لڑنے والے کی مانند ہے (یعنی اس شخص کی مانند ہے) جو میدان کارزار میں اپنے لشکر کے بھاگ کھڑے ہونے کے بعد تنہا ہی کافروں کے مقابلہ میں ڈٹا رہے (ایسے شخص کی بہت ہی زیادہ فضیلت منقول ہے) اور غافلوں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنے والا خشک درخت میں سرسبز شاخ کی مانند ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ درختوں کے درمیان سرسبز و شاداب درخت کی مانند ہے اور اللہ کا ذکر کرنے والا اندھیرے گھر میں چراغ کی مانند ہے اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی ہی میں جنت میں اس کی جگہ دکھلاتا ہے یعنی یا تو بذریعہ مکاشفہ دکھاتا ہے یا خواب میں اور یا اس کو ایسا یقین بخشتا ہے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے اور غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والا ایسا شخص ہے جس کے گناہ ہر فصیح اور اعجم کے بقدر عدد بخشے جاتے ہیں، فصیح سے مراد انسان اور اعجم سے مراد جانور ہیں۔

33. وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: مَا شَيْءٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ.[1]

[1] سنن الترمذي أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب ما جاء في فضل الذكر و مسند الإمام أحمد بن حنبل و سنن ابن ماجه

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کوئی عمل نہیں ہے جسے بندہ کرے وہ ذکر اللہ سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دلائے۔

34. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا هُوَ ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر کے لیے اپنے دونوں ہونٹ ہلاتا ہے (یعنی دل اور زبان دونوں سے ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں (یعنی میں اس کا مددگار ہوتا ہوں اس کو توفیق دیتا ہوں اور اس پر اپنی رحمت کرتا ہوں)۔

35. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ» قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ ﷻ قَالَ: «وَلَا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ»[2]

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الأدب باب فضل الذکر و مسند الإمام أحمد بن حنبل

[2] اخرجه البيهقي في الدعوات الكبير، باب ما جاء في فضل الدعاء والذكر، والزهد والرقائق لابن المبارك

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے صفائی ہے اور قلوب کی صفائی اللہ کا ذکر ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو ذکر الٰہی کے برابر اللہ کے عذاب سے بہت نجات دلائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی ایسی چیز نہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ! اگرچہ وہ (مجاہد) اپنی تلوار اتنی مارے (یعنی اتنی شدت کے ساتھ مارے) کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔

36. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

«عَلَامَةُ حُبِّ اللهِ حُبُّ ذِكْرِهِ، عَلَامَةُ بُغْضِ اللهِ بُغْضُ ذِكْرِهِ- [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالٰی سے محبت کی علامت ذکر اللہ سے محبت ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اللہ عز و جل کے ذکر سے بغض ہے۔

[1] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، والمنذري في الترغيب والترهيب، والهيثمي في مجمع الزوائد، ، والمناوي في فيض القدير، والطبراني في المعجم الكبير

37. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِذِكْرِ اللهِ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللهُ[1]

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک کچھ لوگ یادِ الٰہی کی چابیاں ہیں کہ انہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجاتا ہے۔

38. عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الذِّكْرَ فِي سَبِيْلِ اللهِ تَعَالَى يَضْعَفُ فَوْقَ النَّفَقَةِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ[2]

حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ذکر، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے سات سو گنا بہتر ہے۔

39. عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيَبْعَثَنَّ اللهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ، يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، قَالَ: فَجَثَى أَعْرَابِيٌّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا

[1] المعجم الكبير للطبراني، باب العين، من اسمه عبد الله، عبد الله بن مسعود الهذلي، باب

[2] مسند أحمد، مسند المكيين، حديث معاذ بن أنس الجهني رضي الله تعالى عنه

رَسُوْلَ اللهِ، حِلْهُمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ، قَالَ: هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتَّى وَبِلَادٍ شَتَّى يَجْتَمِعُوْنَ عَلَى ذِكْرِ اللهِ يَذْكُرُوْنَهُ (مجمع الزوائد)[1]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہرے پُر نور ہوں گے، وہ موتیوں کے منبروں پر (بیٹھے) ہوں گے، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے، نہ تو وہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی اپنے گھٹنے کے بل بیٹھ کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمارے سامنے ان کا حلیہ بیان فرمائیں تاکہ ہم انہیں جان لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

40. عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِيْنَ بِمَنْزِلَةِ الصَّابِرِ فِي الْفَارِّيْنَ[2]

---

[1] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأذکار، باب ما جاء في مجالس الذکر

[2] المعجم الأوسط للطبراني، باب العين، من اسمه عبد الله، عبد الله بن مسعود الهذلي

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: غافل لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا (جنگ سے) بھاگنے والوں میں ثابت قدم رہنے والے کے قائم مقام ہے۔

41. عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ[1]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے بستر پر پاک وصاف ہو کر سونے کے لیے جائے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اسے نیند آجائے تو رات کے جس کسی لمحے میں بھی بیدار ہو کر وہ دنیا و آخرت کی جو کوئی بھی بھلائی، اللہ سے مانگے گا اللہ اسے وہ چیز ضرور عطا کرے گا۔

[1] جامع الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب منہ (96)

42. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ وَذِكْرِي عَنْ مَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: جس کو قرآن نے اور میری یاد نے مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا۔ میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ اللہ کے کلام کی فضیلت سب کلام پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت اس کی ساری مخلوقات پر ہے۔

43. عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُوْلُ: اللهُ، اللهُ[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اللہ کہنے والے کسی شخص پر قیامت نہ آئے گی (یعنی جب قیامت آئے گی تو دنیا میں کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہ ہو گا)۔

[1] جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذهاب الایمان آخر الزمان

44. عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ يَا مُعَاذُ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ فَقَالَ أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَأَوْصَى بِذَلِكَ مُعَاذٌ الصُّنَابِحِيَّ وَأَوْصَى بِهِ الصُّنَابِحِيُّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ [1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! اللہ قسم کی! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ نماز کے بعد یہ دعا کبھی ترک نہ کرنا: اَللَّهُمَّ أَعِنِّيْ عَلى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (ترجمہ: اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما)۔ چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت (اپنے شاگرد) صنابحی کو کی اور پھر صنابحی نے یہ وصیت (اپنے شاگرد) ابو عبد الرحمٰن کو کی۔

[1] سنن أبی داود، کتاب الوتر، باب فِي الِاسْتِغْفَارِ

45. عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ[1]

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: رب تعالیٰ اپنے بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری نصف حصے کے درمیان میں ہوتا ہے، تو اگر تم ان لوگوں میں سے ہو سکو جو رات کے اس حصے میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو تم بھی اس ذکر میں شامل ہو کر ان لوگوں میں سے ہو جاؤ۔

46. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: إِنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ لَيَرَوْنَ بُيُوتَ أَهْلِ الذِّكْرِ تُضِيءُ لَهُمْ كَمَا تُضِيءُ الْكَوَاكِبُ لِأَهْلِ الْأَرْضِ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمان والے ذکر کرنے والوں کے گھروں کو ایسے روشن دیکھتے ہیں جیسے زمین والے آسمان پر ستاروں کو روشن دیکھتے ہیں۔

[1] جامع الترمذي، كتاب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه (119)

[2] مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الزهد، ما جاء في فضل ذكر الله

47. عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ لِلّٰهِ سَرَايَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ تَحُلُّ وَتَقِفُ عَلَى مَجَالِسِ الذِّكْرِ، فَارْتَعُوْا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ، قَالُوْا: وَأَيْنَ رِيَاضُ الْجَنَّةِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَجَالِسُ الذِّكْرِ فَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا فِي ذِكْرِ اللهِ وَاذْكُرُوْهُ بِأَنْفُسِكُمْ، مَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللهِ، فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللهِ عِنْدَهُ، فَإِنَّ اللهَ يُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْهُ حَيْثُ أَنْزَلَهُ مِنْ نَفْسِهِ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے لشکر ہیں جو ذکر کی محفلوں میں آتے ہیں اور وہاں رک جاتے ہیں، لٰہذا تم جنت کے باغیچوں سے خوب کھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جنت کے باغیچے کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر کی محفلیں (جنت کے باغیچے ہیں)۔ لٰہذا تم صبح و شام اللہ کا ذکر کرو اور اس کا ذکر اپنے دلوں میں بھی کرو۔ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے مقام کو معلوم کر

[1] المستدرك للحاكم، كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر، من كان يحب أن يعلم منزلته عند الله فلينظر كيف منزلة الله عنده

لے تو وہ اپنے ہاں اللہ تعالیٰ کے مقام کو دیکھے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے ہاں اُس مقام پر رکھتا ہے جہاں بندہ اُسے اپنے ہاں رکھتا ہے۔

48. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يُذَكِّرُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَمَا إِنَّكُمُ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ أَمَرَنِيَ اللهُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ إِلَى قَوْلِهِ فُرُطاً (الكهف، 18: 28) أَمَا إِنَّهُ مَا جَلَسَ عِدَّتُكُمْ إِلَّا جَلَسَ مَعَهُمْ عِدَّتُهُمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنْ سَبَّحُوا اللهَ تَعَالَى سَبَّحُوْهُ، وَإِنْ حَمِدُوا اللهَ حَمِدُوْهُ، وَإِنْ كَبَّرُوا اللهَ كَبَّرُوْهُ، ثُمَّ يَصْعَدُوْنَ إِلَى الرَّبِّ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ فَيَقُوْلُونَ: يَا رَبَّنَا، عِبَادُكَ سَبَّحُوْكَ فَسَبَّحْنَا وَكَبَّرُوْكَ فَكَبَّرْنَا وَحَمِدُوْكَ فَحَمِدْنَا۔ فَيَقُوْلُ رَبُّنَا: يَا مَلَائِكَتِي، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ۔ فَيَقُوْلُوْنَ: فِيْهِمْ فُلَانٌ وَفُلَانٌ الْخَطَّاءُ فَيَقُوْلُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ[1]

[1] المعجم الصغير للطبراني، باب الميم، من اسمه موسى

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ اپنے ساتھیوں کو ذکرِ الٰہی کروا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم وہ جماعت ہو جس کے متعلق میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کے ساتھ رہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ''(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے، اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے'' تم میں سے جتنی تعداد میں لوگ بیٹھتے ہیں، ان کے برابر فرشتے بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں تو یہ بھی اُس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں تو یہ بھی اُس کی حمد بیان کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کریں تو یہ بھی اُس کی کبریائی بیان کرتے ہیں۔ پھر رب العزت کی بارگاہ میں لوٹ

جاتے ہیں حالانکہ وہ اُن کی حالت کو بخوبی جانتا ہے، لیکن وہ پھر بھی عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! تیرے بندوں نے تیری تسبیح بیان کی تو ہم نے بھی تیری تسبیح بیان کی، اُنہوں نے تیری کبریائی بیان کی تو ہم نے بھی تیری کبریائی بیان کی۔ اُنہوں نے تیری حمد بیان کی تو ہم نے بھی تیری حمد کی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اُنہیں بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اُن میں تو فلاں فلاں گناہ گار شخص بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کا ہم نشین بد بخت نہیں رہ سکتا۔

49. عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ حَاضِرٌ يُصَدِّقُهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ غَرِيبٌ يَعْنِي أَهْلَ الْكِتَابِ، قُلْنَا: لَا، يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَمَرَ بِغَلْقِ الْبَابِ وَقَالَ: ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَرَفَعْنَا أَيْدِيَنَا سَاعَةً ثُمَّ وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بَعَثْتَنِي بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ

وَأَمَرْتَنِي بِهَا وَوَعَدْتَنِي عَلَيْهَا الْجَنَّةَ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَبْشِرُوا فَإِنَّ اللهَ عزوجل قَدْ غَفَرَ لَكُمْ [1]

حضرت یعلی بن شداد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی موجودگی اور تصدیق کے ساتھ میرے والد حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی: ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کوئی غیر مذہب آدمی ہے؟ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کوئی اہلِ کتاب۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اپنے ہاتھ اُٹھاؤ اور کہو: ''لا الہ الاّ اللہ'' ہم نے پل بھر کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ نیچے کر لیے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے، اے اللہ! تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا اور اس کا مجھے حکم دیا اور تو نے اس کے عوض مجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا: لوگو! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔

[1] مسند أحمد، مُسْنَدُ الشَّامِيِّينَ، حَدِيثُ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ

50. عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْمُنَافِقُوْنَ: إِنَّكُمْ مُرَاؤُوْنَ [1]

حضرت ابو جوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔

51. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: مَجْنُوْنٌ [2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔

52. عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ، أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ قَالَ لَهُ: أَوْصِنِي يَا أَبَا مُسْلِمٍ، قَالَ: اذْكُرِ اللهَ تَحْتَ كُلِّ شَجَرَةٍ وَحَجَرٍ، قَالَ: زِدْنِي، فَقَالَ: اذْكُرِ اللهَ حَتّٰى يَحْسِبَكَ النَّاسُ مِنْ ذِكْرِ اللهِ مَجْنُونً، قَالَ: فَكَانَ أَبُو مُسْلِمٍ يُكْثِرُ ذِكْرَ اللهِ فَرَآهُ رَجُلٌ

[1] شعب الإيمان للبيهقي، العاشر، وهو باب في محبة الله عزوجل، فصل في ادامة ذكر الله عزوجل

[2] مسند أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه

يَذْكُرُ اللهَ، فَقَالَ: أَمَجْنُونٌ صَاحِبُكُمْ هَذَا (ﷺ) فَسَمِعَهُ أَبُو مُسْلِمٍ، فَقَالَ: لَيْسَ هَذَا بِالْجُنُونِ يَا ابْنَ أَخِي، وَلَكِنْ هَذَا دَوَاءُ الْجُنُونِ [1]

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: اے ابو مسلم! مجھے وصیت کریں، تو انہوں نے فرمایا: ہر درخت اور پتھر (کے سائے) تلے (کثرت سے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اس نے کہا: اس کے علاوہ مزید کوئی نصیحت فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ کثرت ذکر الٰہی کی وجہ سے لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا اس کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک آدمی نے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر (آپ کے ساتھیوں سے) کہا: کیا تمہارا یہ ساتھی مجنون ہے؟ حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ قول سن لیا اور فرمایا: اے بھتیجے! یہ جنون نہیں بلکہ یہ (ذکر الٰہی ہی) تو جنون اور پاگل پن کا علاج ہے۔

53. عَنْ أَبِي أَرَاكَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّى عَلِيٌّ الْغَدَاةَ ثُمَّ لَبِثَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحٍ، كَأَنَّ عَلَيْهِ كَآبَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ أَثَرًا

[1] شعب الإيمان للبيهقی، الْعَاشِرُ مِنْ شُعَبِ الإِيمَانِ وهو باب فی محبة اللہ عزوجل، الفَصْلُ الثانی فِی ذِكْرِ آثَارٍ وَأَخْبَارٍ وَرَدَتْ فِی ذِكْرِ اللهِ عَزَّوجلَّ

مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا أَرَى أَحَدًا يُشْبِهُهُمْ، وَاللهِ إِنْ كَانُوا لَيُصْبِحُونَ شُعْثًا غُبْرًا صُفْرًا، بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ مِثْلُ رُكَبِ الْمِعْزَى، قَدْ بَاتُوا يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، يُرَاوِحُونَ بَيْنَ أَقْدَامِهِمْ وَجِبَاهِهِمْ، إِذَا ذُكِرَ اللهُ مَادُوا كَمَا تَمِيدُ الشَّجَرَةُ فِي يَوْمِ رِيحٍ، فَانْهَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبُلَّ وَاللهِ ثِيَابَهُمْ، وَاللهِ لَكَأَنَّ الْقَوْمَ بَاتُوا غَافِلِينَ[1]

حضرت ابواراکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک روز نماز فجر کے بعد سے طلوع شمس تک حضرت علی رضی اللہ عنہ افسردہ بیٹھے رہے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! تم صحابہ رضی اللہ عنھم سے بہت دور نکل گئے ہو۔ اللہ کی قسم ان کی صبح افسردگی، پریشانی اور غبار آلود حالت میں ہوتی تھی گویا ان کے سامنے کوئی میت رکھی ہوتی تھی۔ وہ رات بسر کرتے تو تلاوت قرآن کرتے ہوئے اپنے قدموں اور پیشانیوں کے بل رات بسر کرتے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے تو گویا ہوا والے دن میں درخت ہل رہا ہے۔ ان کی آنکھیں روتیں تو اللہ کی قسم ان کے کپڑے بھیگ جاتے تھے۔ اور اللہ کی قسم اب تو لوگ غفلت کا شکار ہو کر رات گذارتے ہیں۔

[1] اخرجه ابو نعيم الاصبهاني في حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، المهاجرون من الصحابة، على بن أبي طالب، مما حفظ عنه في وثيق العبارات ودقيق الإشارات

54. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ... رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا، جس روز کہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا... (اُن سات آدمیوں میں سے ایک وہ ہے) جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔

55. عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيبَ الْأَرْضَ مِنْ دُمُوعِهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو نکل کر زمین تک آگئے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں دے گا۔

56. وَقَالَ أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ: عَلَيْكُمْ بِالسَّبِيلِ وَالسُّنَّةِ، فَإِنَّهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ عَبْدٍ عَلَى السَّبِيلِ وَالسُّنَّةِ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِ فَيُعَذِّبَهُ

[1] صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

[2] المستدرك للحاكم، كتاب التوبة والإنابة، لا يلج النار أحد بكى من خشية الله

اللهُ أَبَدًا، وَمَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ عَبْدٍ عَلَى السَّبِيلِ وَالسُّنَّةِ ذَكَرَ اللهَ فِي نَفْسِهِ فَاقْشَعَرَّ جِلْدُهُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، إِلَّا كَانَ مَثَلُهُ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ قَدْ يَبِسَ وَرَقُهَا فَهِيَ كَذَلِكَ إِذَا أَصَابَتْهَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَتَحَاتَّ عَنْهَا وَرَقُهَا إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ، كَمَا تَحَاتَّ عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَا، وَإِنَّ اقْتِصَادًا فِي سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنَ اجْتِهَادٍ فِي خِلَافِ سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ، فَانْظُرُوا أَنْ يَكُونَ عَمَلُكُمْ إِنْ كَانَ اجْتِهَادًا أَوِ اقْتِصَادًا أَنْ يَكُونَ عَلَى مِنْهَاجِ الْأَنْبِيَاءِ وَسُنَّتِهِمْ [1]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسوۂ رسول ﷺ کو اپنالو کیونکہ خطۂ زمین پر کوئی ایسا نہیں ہے جو اسوۂ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوا اور اس کے دل میں اللہ کی یاد نہ ہو اور خشیت الٰہی سے اس کی آنکھیں اشکبار نہ ہوں اور ایسے شخص کو اللہ رب العالمین ابدی عذاب میں مبتلا فرمائے۔ اسی طرح خطہ زمین پر بسنے والوں میں کوئی فرد ایسا نہیں جو اسوہ رسول پر عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور خشیت الٰہی سے اس کے رونگھٹے کھڑے نہ ہو جائیں۔ تمثیلاً اس کو اسی طرح سمجھا جائے کہ ایک خشک درخت کھڑا ہے اور ایک تند و تیز ہوا نے اس کے پتے گرا

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، القسم الثانی، الباب الاول، الفصل الرابع فیما ورد عن السلف والأمة من اتباع سنته والاقتداء بهديه وسيرته

دیے۔ اسی طرح اسوہ رسول پر عمل اور خشیت الٰہی سے اس شخص کے گناہ پتوں کی طرح گر جاتے ہیں اور وہ شخص نیک شمار ہونے لگتا ہے۔ بلاشبہ کتاب وسنت پر عمل کرنا ان اعمال کے مقابلہ میں جو خلاف کتاب وسنت ہوں نہ صرف بہتر بلکہ لازم و ضروری بھی ہے۔ اے افراد ملت تم اپنے اعمال کا جائزہ لو اور اپنے اعمال میں اعتدال رکھو اور یہ کوشش کرو کہ تمہارے اعمال سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہوں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝

ترجمہ: اور (در حقیقت بات یہ ہے کہ) اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر عذاب فرمائے درآنحالیکہ (اے حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں، اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں

(الأنفال، 8: 33)

ذکرِ الٰہی کا معنیٰ و مفہوم

ذکر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معانی یاد کرنا، یاد تازہ کرنا، کسی شئے کو بار بار ذہن میں لانا، کسی چیز کو دہرانا اور دل و زبان سے یاد کرنا ہیں [1]۔

ذکر الٰہی یادِ الٰہی سے عبارت ہے، ذکر الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اپنے معبود حقیقی کو یاد رکھے اور اس کی یاد سے کبھی غافل نہ ہو۔ ذکر الٰہی کا استمرار اور دوام، دلوں پر سے غفلت کے پردے ہٹا کر گناہوں کی آلائش کو دور کرتا ہے، کیونکہ حق تعالیٰ سے غفلت اور فراموشی دل کو آلودہ کرتی ہے۔

انسان کو جو چیز یاد رہتی ہے اسی چیز کی مطابقت سے انسان کی زندگی کا طرزِ عمل اور اسلوب ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر گاڑی چلاتے ہوئے اگر انسان سڑک کی مقرر کردہ حد رفتار سے تجاوز کر جائے تو جیسے ہی "حد رفتار" کے سائن بورڈ یا سپیڈ کیمرے پر نظر پڑے گی، انسان کو حد رفتار "یاد" آجائے گی اور سمجھدار انسان اس حد کے اندر رہے گا۔

[1] ابن منظور، لسان العرب، جلد 4 صفحہ 308، 311

اسی طرح بندے کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جب وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے او جھل ہو۔ اللہ بندے کے ہر قول، ہر فعل، ہر عمل حتی کہ دل کے ارادے، خیال اور نیت کو بھی جاننے والا ہے۔ ہمیں اللہ کی علیم، سمیع، بصیر (اور دیگر) صفات کا علم تو ہے۔ لیکن روزمرہ زندگی کے معاملات میں ہم ان صفات کو بھول جاتے ہیں۔ وہ پاک ذات "یاد" نہیں رہتی۔ اگر اللہ ہر دم "یاد" رہے تو زندگی کے کسی بھی پہلو میں اس کی نافرمانی نہ ہو۔ زبان سے ایسی بات نہ نکلے (جھوٹ، مکر، فریب غیبت وغیرہ) جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ اگر دل کو ہر وقت اللہ "یاد" رہے تو انسان سے اللہ کی ناراضگی والا کوئی کام نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے،

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۔ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ[1]

ترجمہ: جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اپنی صفات سمیت ہر دم ی ادر ہے تو بندہ کیسے رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے خلاف زندگی گزارے، اور وہ کیسے شریعت مطہرہ کے دائرے سے باہر ہو، وہ بندہ کیسے رسول اللہ ﷺ کا حکم ترک کردے۔

[1] الحشر:7

اللہ کریم کے حبیب مکرم ﷺ فرماتے ہیں،

اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةٌ فِاذَ صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ[1]

ترجمہ: انسان میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے خبردار! وہ دل ہے۔

بندہ زبان سے تو اللہ کو یاد کرتا ہے لیکن اس کا دل اللہ کو بھولا ہوتا ہے۔ اس بھولنے اور یاد نہ ہونے کی وجہ سے اسے اللہ کی صفات کا ادراک نہیں رہتا اور وہ نافرمانی اور معصیت میں آ جاتا ہے۔ اللہ کی ذات سے غفلت اور فراموشی دل کو آلودہ کرتی ہے۔ اسی آلودگی اور زنگ کو دور کرنے کیلئے دل میں اللہ کی یاد کا ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے،

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو۔

---

[1] مسند احمد: 18558

[2] الاعراف: 205

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ[1]

ترجمہ: ہر چیز کیلئے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی ذکر اللہ ہے۔

ذکر الٰہی سب سے بڑی عبادت ہے، فرمان الٰہی ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ[2]

ترجمہ: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد پاک ہے کہ

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ[3]

ترجمہ: میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔

اور نماز پڑھنے کے بعد بھی ہر دم اللہ کی یاد میں رہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ہے،

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے

اسی طرح جب حج اور عمرہ کا طواف کر چکو تو اللہ کو یاد کرو۔

[1] رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر، الترغیب والترھیب بحوالہ ابن ابی الدنیا والبیہقی کتاب الذکر والدعاء حدیث10

[2] العنکبوت:45

[3] طٰہٰ:14

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ [1]

ترجمہ: پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو۔

قرآنِ کریم میں "ذکر" کے معنی

اللہ کے ذکر میں نماز، تلاوتِ قرآن حکیم، دُعا اور استغفار سب شامل ہیں۔ قرآن مجید میں ذکر کا لفظ مختلف مقامات پر مختلف معانی کیلئے استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید میں 105 آیات میں ذکر کا لفظ وارد ہوا ہے۔

امام راغب اصفہانی (م 502ھ) نے ذکر الٰہی کے درجہ ذیل معانی بیان کئے ہیں۔ ۱۔ **وحی ربانی** ۔ ۲۔ **یاد دہانی** ۔ ۳۔ **قصہ بیان کرنا** ۔ ۴۔ **نصیحت**۔ ۵۔ **نام پکارنا**۔ ۶۔ **تذکرہ**

ذکر بمعنی رسول اکرم ﷺ، وحی ربانی اور قرآنِ کریم

اسی لئے "ذکر" کو رسول اللہ ﷺ کے اوصاف میں سے ایک وصف اور قرآن مجید کا ایک نام شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید، پیغمبر ﷺ کے "ذکر" ہونے کے

[1] البقرۃ:200

بارے میں یوں اشارہ فرماتا ہے:

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

ترجمہ: بیشک اللہ نے تمہارے لیے عزت اتاری ہے، وہ رسول کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے تا کہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے۔

اسی طرح قرآن مجید کے ناموں میں سے ایک نام بھی "ذکر" ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

قرآن مجید اور پیغمبر ﷺ کو "ذکر" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں خداوند متعال کو یاد کرانے والے ہیں، کیونکہ یاد دہانی گزشتہ علم پر منحصر ہوتی ہے اور یہ اللہ کے محبوب ﷺ کی نسبت، سنگت اور صحبت ہے، جو دلوں سے غفلت اور فراموشی کے پردوں کو ہٹا کر ان پر نور الٰہی کی روشنی ڈالتی ہے۔ اس بنا پر اللہ کی یاد انسان کو مادیت کی پستی سے معنویت کے کمال تک پہنچاتی ہے اور انسان کے اندر امید کو زندہ کرتی ہے

اور مادی زندگی کے تعطل اور انسانی معادلات کی پیداوار یاس و ناامیدی کو دور کر کے

اسے بندگی والی بناتی ہے۔

ذکر بمعنی اللہ کو یاد کرنا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا[1]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔

وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَۃً وَّ دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری (عاجزی) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ[3]

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

---

[1] الاحزاب: 41

[2] الاعراف: 205

[3] الرعد: 28

إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ[1]

ترجمہ: مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ[2]

ترجمہ: اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[3]

ترجمہ: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

---

[1] الشعرآء:227

[2] العنکبوت:45

[3] الجمعہ:10

ذکر بمعنی قصہ بیان کرنا

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا[1]

ترجمہ: اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب اپنے گھر والوں سے مشرق کی طرف ایک جگہ الگ گئی۔

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا [2]

ترجمہ: اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا (نبی) غیب کی خبریں بتاتا۔

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مُوْسٰٓی اِنَّہٗ کَانَ مُخْلَصًا وَّکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا[3]

ترجمہ: اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو، بیشک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا۔

---

[1] مریم:16

[2] مریم:41

[3] مریم:51

ذکر بمعنی نصیحت

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِیْدٌ[1]

ترجمہ: بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دِل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

ذکر بمعنی نام پکارنا

وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا[3]

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ[4]

---

[1] ق:37

[2] المزمل:8

[3] الانسان:25

[4] البقرۃ:114

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰى ۝ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى[1]

ترجمہ: بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

ذکر بمعنی تذکرہ

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ[2]

ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ[3]

---

[1] الاعلی:15.14

[2] البقرۃ:152

[3] البقرۃ:40

ترجمہ: اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ[1]

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کیے اور تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا۔

ذکر بمعنی نماز

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ[2]

ترجمہ: پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ[3]

---

[1] المائدۃ:20

[2] البقرۃ:239

[3] آل عمران:41

ترجمہ: اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو اور شام و صبح اس کی تسبیح کرتے رہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ‌ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ[2]

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد (کہیں) تمہیں اللہ کی یاد سے ہی غافل نہ کر دیں، اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

---

[1] الجمعہ:9

[2] المنفقون: 9

ذکر بمعنی دُعا، تسبیح اور استغفار

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَۚ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا[2]

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسبِ دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

[1] الانفال:45

[2] النساء:103

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ[1]

ترجمہ: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بیشک تم اس سے پہلے بہکے ہوئے تھے۔

قرآنِ کریم میں ذکرِ الٰہی کی اہمیت

ذکرُ اللہ کی فضیلت اور اس کا حکم

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ[2]

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ[3]

ترجمہ: اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

[1] البقرۃ:198

[2] الرعد:28

[3] العنکبوت:45

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ[1]

ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [2]

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

[1] البقرۃ: 152

[2] الجمعہ: 10،9

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو اور شام و صبح اس کی تسبیح کرتے رہو

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا[3]

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسبِ دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

---

[1] البقرۃ:239

[2] آل عمران:41

[3] النساء:103

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ[2]

ترجمہ: مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا[3]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔

---

[1] الانفال:45

[2] الشعرآء:227

[3] الاحزاب:41

اسم ذات کاذکر

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ[1]

ترجمہ: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ[2]

ترجمہ: تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو۔

وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا[3]

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى[4]

ترجمہ: اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جب سے بلند ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۞ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى[5]

---

[1] النور:36

[2] الحاقة: 52

[3] المزمل:8

[4] الاعلیٰ:1

[5] الاعلیٰ:14-15

ترجمہ: بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا[1]

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ[2]

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

[1] الانسان:25

[2] البقرۃ:114

خفی ذکر کی فضیلت

اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡيَةً ‌ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ[1]

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ، بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

وَاذۡكُرْ رَّبَّكَ فِىۡ نَفۡسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيۡفَةً وَّدُوۡنَ الۡجَـهۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِيۡنَ[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری (عاجزی) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔

وَاذۡكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيۡتَ[3]

ترجمہ: اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے

كٓهٰيٰـعٓـصٓ ۞ ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِيَّا ۞ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا[4]

[1] الاعراف:55

[2] الاعراف:205

[3] الکہف:24

[4] مریم:3.1

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری (عاجزی) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔

کثرت سے ذکرُاللہ کرنے کا حکم

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا[1]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو اور شام و صبح اس کی تسبیح کرتے رہو

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[3]

ترجمہ: اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

---

[1] الاحزاب:41

[2] آل عمران:41

[3] الانفال:45

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[1]

ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا[2]

ترجمہ: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور

پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا[3]

ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے

اس نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

ذکرُاللہ کو ترک کرنے پر وعیدیں

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا۝ اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ

عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا[4]

[1] الجمعہ:10

[2] الاحزاب:21

[3] الاحزاب:35

[4] الکھف:100،101

ترجمہ: اور ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات سن نہ سکتے تھے۔

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى [1]

ترجمہ: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ [2]

ترجمہ: اور جو شخص (خدائے) رحمان کی یاد سے صرف نظر کرلے تو ہم اُس کے لئے ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ [3]

[1] طٰہٰ: 126.124

[2] الزخرف: 36

[3] الزخرف: 36

ترجمہ: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۞ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۞ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا[1]

ترجمہ: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی، وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا، بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ[2]

[1] الفرقان: 27.29

[2] المنفقون: 9

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد (کہیں) تمہیں اللہ کی یاد سے ہی غافل نہ کردیں، اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ[1]

ترجمہ: تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى إِذَا فَرِحُوْا بِمَآ أُوْتُوْٓا أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ[2]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئیں تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔

[1] الزمر:22

[2] الانعام:44

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓـئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ[1]

ترجمہ: ان پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلادی، وہ شیطان کے گروہ ہیں، سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔

وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنۡسٰهُمۡ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ[2]

ترجمہ: اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمۡ ۚ وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيۡلًا[3]

ترجمہ: بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

---

[1] المجادلة:19

[2] الحشر:19

[3] النساء:142

خصائل وفضائل ذاکرین

وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[2]

ترجمہ: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے! تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

---

[1] آل عمران: 135

[2] آل عمران: 191

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے، تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ[2]

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ۞ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ۞ لِیَجْزِیَهُمُ

[1] النحل:43

[2] الانفال:2

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ[1]

ترجمہ: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام۔ وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کام اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے، اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی۔

وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا[2]

ترجمہ: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا

[1] النور:36.38

[2] الکہف: 28

کی زندگانی کا سنگھار چاہو گے، اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا[1]

ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اس نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

ذکر الٰہی سے وجد و حال کی کیفیات

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ[2]

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔

[1] الاحزاب: 35

[2] الانفال: 2

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ

الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى

اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ[1]

ترجمہ: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے، اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

اَلَمۡ يَاۡنِ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ وَ

لَا يَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَيۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ

قُلُوۡبُهُمۡ وَ كَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ[2]

[1] الزمر:23

[2] الحدید:16

ترجمہ: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

ذکر- محبت کا مظہر

محبت اور ذکر لازم اور ملزوم ہیں جب محبت ہوتی ہے تو محبوب کا ذکر لازم ہو جاتا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ اس چیز کو ہمیشہ یاد کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا لگاؤ کی حد تک گہرا تعلق ہو۔وہ کسی صورت میں بھی اسے بھلانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اہل محبت کے ہاں یہ عام قاعدہ ہے کہ جس شے سے محبت ہو اسے اٹھتے بیٹھتے یاد کیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کو اللہ نے اپنا محبوب فرمایا اپنے کلام میں آپ ﷺ کا ذکر کثرت سے فرمایا۔آپ ﷺ کی عظمت، معرفت، شان، ادب ہر پہلو واضح طور پر بیان فرمایا کہ پورا قرآن نعت محسوس ہوتا ہے۔

کلام الٰہی سے ذکر و شانِ محبوب ﷺ کی چند مثالیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ[1]

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

ارشاد خداوند کریم ہے۔

[1] البقرۃ:119

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ

الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ[1]

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ[2]

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

[1] البقرۃ:143

[2] البقرۃ:144

اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1]

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اللہ پاک فرماتا ہے

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا[2]

ترجمہ: اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

ایک اور جگہ فرمانِ الٰہی ہے۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[3]

---

[1] آل عمران:31

[2] النساء:64

[3] النساء:65

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماد و اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

فرمانِ ربّ قدوس ہے کہ

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ‌ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا[1]

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔

مالکِ کائنات نے ایک جگہ ارشاد فرمایا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا[2]

ترجمہ: اے لوگو بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

ربّ کعبہ کا فرمان ذی شان ہے۔

---

[1] النساء:80

[2] النساء:174

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ[1]

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

خداوند کریم کا فرمانِ اقدس ہے کہ

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی[2]

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

اللہ کریم کا فرمانِ عظیم ہے کہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ[3]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

خالقِ کل نے فرمایا کہ

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ۔وَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا

[1] المائدہ:15

[2] الانفال:17

[3] الانفال:24

مُؤْمِنِيْنَ[1]

ترجمہ: تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں اور اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

ربّ العرش العظیم کا ارشاد گرامی ہے کہ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ[2]

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔

غرضیکہ آپ ﷺ کا ذکر وشان مدعا قرآن محسوس ہوتا ہے۔ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[3] کہہ کر اللہ تعالیٰ نے محب اور محبوب کے تعلق کو واضح کیا۔

مؤمنین کی نشانی اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

[1] التوبہ: 62

[2] التوبہ: 128

[3] الم نشرح: 4

مؤمنین کی نشانی بھی قرآنِ کریم میں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[1] بتائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی محبت میں ہی ایمان کی کاملیت قرار دیتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔

اس محبت کی خیرات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب و نفوس ایسے سرشار تھے کہ یہ نفوس قدسیہ ذکر کے رنگ میں ایسے رنگے گئے کہ انہیں دیکھ کر نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ مبارکہ ظاہری اور باطنی یعنی خِلق اور خُلق نظر آتا تھا۔ بلکہ بندگی کی حقیقی تصویر نظر آتے تھے۔ جس وجہ سے اللہ عزوجل نے انہیں اپنی رضا کی سند صِبْغَةَ اللّٰهِ[3] اور رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ[4] فرما کر دی۔ یہ ذکر کی روح

[1] البقرۃ: 165

[2] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الایمان

[3] البقرۃ: 138

[4] التوبہ: 100

انہیں حاصل ہوئی تھی۔ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی معرفت کی وجہ سے اسی

لئے باب الذکر کیساتھ تقرب الی اللہ کتب احادیث میں لکھا جاتا ہے۔

اس ذات کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے جس سے شدید محبت ہو۔ ام المومنین حضرت

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْأً اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ[1]

ترجمہ: انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر بڑی کثرت سے کرتا ہے۔

یہ ذکر کی وہ گہرائی ہے جس کیلئے ارشاد ربانی ہے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری (عاجزی) اور ڈر سے اور

بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔

[1] کنزالعمال جلد1 صفحہ52

[2] الاعراف: 205

جس کیلئے سلطان العارفین نے فرمایا:

سانوں مرشد اے سبق پڑھایا بن پڑھیاں پیا پڑھیوے ھو

کنّاں دے وچ اُنگلیاں دِتیاں بن سُنیا پیا سُنیوے ھو

بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

رانجھا رانجھا کردی نی میں، آپے رانجھا ہوئی

سدّو نی مینوں دھیدو رانجھا، ہیر نہ آکھو کوئی

امام اہلسنت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذاتِ اقدس میں

جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے، اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے

ذکر کی اقسام: ذکرِ جہری اور ذکرِ خفی

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سر الاسرار میں اللہ کے کلام وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ[1] (ترجمہ: اللہ کو ایسے یاد کرو جیسے تمہیں ہدایت دی گئی ہے) کی شرح میں فرماتے ہیں،

فَاَمَّا ذِكْرُ اللِّسَانِ فَكَاَنَّهٗ بِذٰلِكَ يُذَكِّرُ الْقَلْبَ مَا نَسِيَ مِنْ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى[2]

ترجمہ: لسانی ذکر گویا دل کو بھولا ہوا سبق یاد کرانا ہے۔

ذکرِ الٰہی کی دو اقسام بتائی گئی ہیں، 1: ظاہری و لسانی (زبان سے) ذکر، 2: خفی و قلبی ذکر، اور زبان کا ذکر دل کو بھولا ہوا سبق یاد کرانے کے لئے اور اصل ذکر دل ہی کا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صرف زبان سے ذکر ذکر مردود ہے ثقافت قلبی کا باعث ہے کیونکہ ایمان بھی صرف اقرار لسانی کا نام نہیں تصدیق قلب بھی ضروری ہے۔ جب صرف زبان سے ذکر کر رہا ہوں اور دل غیر کی طرف مشغول ہو تو ذکر کا ثواب تو مل رہا ہو گا، لیکن

[1] البقرہ:198

[2] سر الاسرار، سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تقرب اللہ سے محروم رہے گا۔ بلکہ نیکی کا احساس اسے تکبر اور بڑائی میں ڈال دے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ زبان کے ذکر کے ساتھ اگر قلب بھی کسی وقت ذکر کی طرف متوجہ ہو تو شاید ان لمحات میں چند قبولیت کی گھڑیاں مل جائیں۔

آپ فرماتے ہیں اصل ذکر یہ ہے کہ دل ماسوا سے نکل کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اور اس متوجہ ہونے کی وجہ سے زبان بھی ذکر میں مشغول ہو تو یہ خالصتاً اللہ عزوجل کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کا سبب ہے۔

اس بحث سے یہ مطلب بالکل نہیں کہ لسانی ذکر کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ [1]

ترجمہ: تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے (بھی) دیکھ لے گا۔

[1] الزلزلہ: 8،7

اس لئے لسانی ذکر کا ثواب تو لازمی ملے گا،۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کے احکام بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے ایسی چیز بتایئے کہ میں اسے اختیار کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ، وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي[2]

ترجمہ: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق جو کفایت کرے۔

[1] سنن الترمذی ابواب الدعوات

[2] مسند الإمام أحمد بن حنبل مسند أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص رضی الله عنه، صحيح ابن حبان، الدعاء للطبرانی

امام الانبیاء محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان سے ذکر اور قلب میں خشیہ اور اللہ کے ڈر کی اہمیت واضح کرتے ہوئے درج ذیل دعا سکھائی، اللھم إنی أسألك لسانا ذاکرا، وقلبا خاشعا، وجسدا علی البلاء صابرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سکھلائی دعا بھی قلب کے خشیہ کے باعث زبان سے ذکر کی بات کرتی ہے اللہ ہمیں نصیب فرمائے۔

یہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصل ذکر ذکر قلبی ہی ہے اور اس کے بعد زبانی ذکر سونے پہ سہاگہ ہے۔ امام غزالی کا فرمان ہے کہ عارف (معرفت والا) جس کا قلب خشیہ الٰہی سے مزین ہو کر ماسوا سے خالی ہو کر اللہ کی یاد میں مگن ہو اس کی دو رکعت غافل دل کی ہزار رکعت کے برابر ہے یہ بات واضح ہوئی کہ قلبی ذکر لسانی سے زیادہ فضیلت والا ہے اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے۔

ذکر کیوں؟

اللہ تعالی نے انسان کو زمین پر منصب نیابت سے سرفراز فرمایا اور فرمایا

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً[1]

[1] البقرۃ:30

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

اور اس کی پیدائش کا مقصد صرف اپنی عبادت یعنی بندگی بتایا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [1]

ترجمہ: اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں۔

اس انسان کو ان گنت نعمتیں عطا کی ہیں

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا [2]

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو (تو) پورا شمار نہ کر سکو گے۔

بنی نوع انسان پر اتنی عنایات، مہربانی، کرم، فضل اور شفقت کا سبب اللہ کے محبوب، خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات اقدس ہے کہ جسے نہ بنانا ہوتا تو کچھ نہ بنایا ہوتا۔

[1] الذاریات: 56

[2] ابراهیم: 34

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ [1]

ترجمہ: (اے نبی!) اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان (و زمین) پیدا نہ کرتا

اس دھرتی پانی (سمندر دریا) اور ہوا میں کتنی مخلوقات مجردات اشیاہیں جو انسان کے استعمال کے لیے ہیں ان نعمتوں کے استعمال کرنے کے لیے ان تک آگاہی شعور کا حصول چاہیے یہ حصول انسان کے اندر رکھے گئے حواس خمسہ (دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، محسوس کرنا سننا) سے حاصل ہوتا ہے۔

ان حواس کی بدولت نعمت کی پہچان ملتی ہے اور انسان کا ذوق اس کی طرف راغب ہوتا ہے اور چاہت کے ساتھ اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے اگر یہ حواس کام نہ کریں تو انسان نعمتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا، مثال کے طور پر آجکل کرونا وبا انسان کے چکھنے اور سونگھنے کی حس خراب کر دیتی ہے تو اس کا کھانا پینا رغبت کے بغیر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نعمتیں تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کی ضروریات پوری فرمانے کے لیے اپنی شان کے مطابق عطا فرمائی ہیں۔ اور انسان کے پیدا کرنے کا مقصد تو صرف اللہ عزو جل کی عبادت اور بندگی ہے۔ لیکن اس عبادت اور بندگی کی رغبت کے لیے اسے معرفت خداوندی درکار ہے، جو اسے اللہ کی چاہت عطا کرے،

[1] الأسرار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة

تاکہ انسان بلا تکلف بندگی میں ڈھل جائے۔ نفس انسان اس معرفت کے نہ ہونے سے عبادت سے دور رہتا ہے۔ اللہ عزوجل کو یہ کتنا پیارا ہے کہ اس کی قسم یاد کرنے سے پہلے 6 قسمیں کھا کر اس کے سنوارنے کی بات فرماتا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا (1) وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا (2) وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا (3) وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا (4) وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا (5) وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا (6) وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا[1]

ترجمہ: سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم۔ اور چاند کی قسم جب وہ سورج کی پیروی کرے (یعنی اس کی روشنی سے چمکے)۔ اور دن کی قسم جب وہ سورج کو ظاہر کرے (یعنی اسے روشن دکھائے)۔ اور رات کی قسم جب وہ سورج کو (زمین کی ایک سمت سے) ڈھانپ لے۔ اور قسم ہے آسمان کی، اور اس کی جس نے اسے بنایا۔ اور زمین کی قسم اور اس (قوت) کی قسم جو اسے (امرِ الٰہی سے سورج سے کھینچ دور) لے گئی۔ اور انسانی جان کی قسم اور اسے ہمہ پہلو توازن و درستگی دینے والے کی قسم۔

[1] الشمس 1 تا 7

تو معلوم ہوا کہ نفس انسان جس کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت الہی ہے، اس کو جب تک اللہ تعالی کی چاہت اور اس کی صفات کی معرفت نہیں ملتی یہ اس سبحان مقدس ذات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل سے انسان کے لیے اس میں باطنی حواس رکھے، جن کے ذریعے اللہ تعالی کی صفات کا نور اس کے نفس تک پہنچ سکے اور اس کے نفس میں رجوع الی اللہ کے رغبت و چاہت بنے۔ ماسوا سے خالی ہو کر اللہ کی طرف اتنا متوجہ ہو جائے کہ غافل نہ ہو سکے، یعنی دائمی طور پر ذاکر ہو جائے جیسا کہ کہا گیا ہے

جو دَم غافل سو دَم کافر، مرشد ایہہ فرمایا ھو

یہ حواس باطنیہ نہایت لطیف ہیں اس لیے انھیں لطائف کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ لطائف کا ذکر ہی اصلاً تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ یہ سب سے بڑی نعمت ہے جو انسان کے لئے اللہ تعالی کے ہاں قرب، خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

لطائف

"اللطیف" اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے، یعنی وہ ذات جو اپنے بندوں پر لطیف اور مہربان ہے۔

اس کا ایک معنٰی، "معاملات کے اسرار اور پوشیدگی کو جاننے والا مشکل اور دقیق معنی والا کلام" کے بھی ہیں۔ اللطیفہ، اللطیف کا مؤنث ہے (دقیق کلام) جس کی جمع اللطائف ہے[1]۔

یہ اللہ تعالٰی کے اسماء حسنٰی میں سے ہے، قرآن کریم میں بیان ہوتا ہے، اَللّٰہُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِہٖ، (ترجمہ: اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے) یعنی بندوں پر احسان کرنے والا ہے۔

اس کا ایک معنٰی، باریک سے باریک بات جاننے والا، ایسا کلام جس کے معانی مخفی ہوں۔ اللطیفہ نفس میں انبساط پیدا کرنے والا نکتہ، اور اس کی جمع لطائف[2]

یہ لفظ "لطیف" کلام میں جب یہ کسی جسم کی صفت واقع ہو تو یہ جثل کی ضد ہوتا ہے جس کے معانی بھاری اور ثقیل کے ہیں۔ کہتے ہیں شعر جثل (زیادہ اور بھاری بال) اور کبھی لطافۃ یا لطف سے حرکت خفیفہ اور دقیق امور کا سرانجام دینا مراد ہوتا ہے اور لطائف سے وہ باتیں مراد لی جاتی ہیں جن کا انسانی حواس ادراک نہ کر سکتے ہوں۔

---

[1] - المعجم الوسیط عربی سے اردو طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور

[2] - المنجد عربی اردو کتب خانہ دار الاشاعت کراچی

اور اللہ تعالیٰ کے اسم لطیف ہونے کے معانی یا تو یہ ہیں کہ وہ انسانی حواس کے ادراک سے مافوق یا بالاتر ہے۔ یا اسے اس لیے لطیف کہا جاتا ہے کہ وہ باریک سے باریک اور دقیق امر تک سے واقف ہے اور یا یہ کہ وہ انسانوں کو ہدایت دینے میں نہایت نرم انداز اختیار کرتا ہے[1]۔

اللہ عزوجل کی معرفت اور پہچان کے لئے انسان کے اندر اللہ عزوجل کی صفات شیونات کا نور انہی لطیف حواس کے ذریعے داخل ہوتا ہے جنہیں لطائف سے موسوم کیا جاتا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[2]۔

اے جان لو۔ اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہاں میں نیک بخت کر دے کہ پانچ اجزاء عالم امر میں سے قلب، روح، سر خفی اور اخفیٰ ہیں جو کہ عالم صغیر انسانی کے اجزاء ہیں مگر اس کے اصول عالم کبیر میں ہیں جو کہ عناصر اربعہ کے رنگ میں ہیں۔ یہ انسانی اجزاء ہیں جو کہ عالم کبیر میں اپنے اصول رکھتے ہیں۔ ان اصول کا ظہور عرش کے اوپر ہے جو کہ لامکانیت سے موصوف ہیں اسی سے یہ بات نکلی ہے کہ عالم امر کو لامکانیت کہتے ہیں

[1] انوار البیان فی حل لغات القرآن جلد 3 صفحہ 422، علی محمد، سورۃ الشوریٰ، 19، مکتبہ سید احمد شہید لاہور

[2] مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر 260

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اللہ نے کائنات دو طرح کی چیزوں سے بنائی ہے ایک عالم امر جو بغیر مادے کے کن کہہ کر بنایا ہے دوسرے عالم خلق جو مادی چیز ہے اسے اس باب سے متعلقہ فرشتوں کے ذریعے بنایا ہے انسان جو زمین پر خلیفہ ہے اسے بھی عالم امر یعنی ان لطائف خمسہ (قلب روح، سر، خفی، اخفیٰ) اور عالم خلق یعنی نفس انسان اور جن اجزاء سے یہ مرکب ہوا (ہوا، مٹی، پانی، آگ) سے بنایا ہے۔ ان لطائف و مواضع کا ثبوت قرآن مجید میں ہے، جو کہ ذیل میں مذکور ہوگا۔

اس نفسِ انسان کو اپنی معرفت دینے کے لئے اللہ تعالی کی صفات وذات کے انوار کی آگاہی اور شعور دینے کے لئے اس میں نہایت لطیف حواس خمسہ (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ) رکھے ہیں۔ ان مواضع کی وجہ سے اللہ تعالی کی صفات کا نور انسان کے جسم میں یعنی نفس میں داخل ہو کر اللہ تعالی کی پہچان عطا کرتا ہے اور نفس انسان اس معرفت کی وجہ سے محبت میں ڈھل کر اطاعت خداوندی اختیار کرتا ہے اور اپنے خلیفہ ہونے کا حق ادا کرتا ہے۔ ان لطائف کے ذریعے نفس انسان کو اپنے خالق اور مالک کی معرفت شعور و آگاہی ملتی ہے تو وہ اسے بھولتا نہیں یہ ذکر نہ صرف معرفت کا سبب بنتا ہے بلکہ انسان کی پیدائش کا مقصد بھی پورا کرتا ہے یہ اتنا لطیف ہے کہ حفظہ فرشتوں سے بھی پوشیدہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذِّكْرُ الَّذِي لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ يَزِيدُ عَلَى الذِّكْرِ الَّذِي يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِينَ ضِعْفًا[1]

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مخفی ذکر کو انسان کے ساتھ رہنے والے فرشتے نہیں سنتے وہ ستر مرتبہ اس ذکر سے سے فضیلت میں بڑھ کر ہے جس کو فرشتے سنتے ہیں۔

حضور غوث الاعظم الشیخ سید عبد القادر الجیلانی رحمہ اللہ اپنی مشہور تصنیف، سر الاسرار میں ارشاد فرماتے ہیں [2]،

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ (ترجمہ: اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تمہارے ذکر کے مراتب کی طرف تمہاری رہنمائی فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے، أفضل ما أقول أنا وما قاله النبيون من قبلي

---

[1] شعب الایمان فصل فی ادامۃ الذکر

[2] سر الأسرار، الفصل السابع فی بیان الاذکار

لا الہ الا اللہ (ترجمہ: بہترین کلمہ وہ ہے جس کا ورد میں کرتا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کرتے رہے ہیں۔ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے)۔

اس کے بعد حضور غوث الاعظم رحمہ اللہ لطائف خمسہ اور ان کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

ذکر قلب: دل اپنی تہہ میں اللہ کے جلال و جمال کو ملاحظہ کرنے لگتا ہے۔

ذکر روح: تجلیات صفات کے انوار مشاہدہ میں آنے لگتے ہیں۔

ذکر سر: مکاشفہ اسرار الٰہی کا (مراقبہ) انتظار کرنا۔

ذکر خفی: مقعد صدق میں جمال ذات احدیت کے انوار کا معاقبہ کرنا۔

ذکر اخفی الخفی: حق الیقین کی حقیقت پر نظر رکھنا۔

اسی طرح آپ ذکرِ لطیفہ نفس اور ذکر لسان کے بارے میں فرماتے ہیں

ذکر نفس: یہ ذکر سنائی نہیں دیتا اور اس میں حرف و صوت نہیں پائے جاتے ہیں، ہاں یہ باطن میں حس و حرکت کے ذریعے سنائی دیتا ہے۔

لسانی ذکر: گویا دل کو بھولا ہوا سبق یاد کرانا ہے۔ (یعنی وہ اللہ تعالی کا ذکر بھول چکا تھا، لسانی ذکر کا مقصد ہے کہ اس کو یہ بھولا ہوا سبق یاد آجائے گا)۔

لطائف عالمِ امر اور عالم خلق کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں

عالم امر کا پہلا لطیفہ، لطیفہ قلب

قلب انسانی دل جگہ ہے ایمان کی، محبت کی، نفرت کی، اطاعت کی، نافرمانی اور بغاوت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں

وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[1]

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ! کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

ایک اور فرمان مبارک میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں

إِنَّ لِكُلِّ شيء صِقَالَةً وإِنَّ صِقَالَةَ القُلُوب ذِكْرُ الله[2]

ترجمہ: ہر چیز صاف ہوتی ہے کسی چیز سے انسان کا دل صاف ہوتا ہے اللہ کے ذکر سے۔

---

[1] بخاری کتاب الایمان

[2] کنزالعمال: فی الذکر وفضیلتہ

قلبی ذکر کیا ہے؟

قلبی ذکر انسان کے دل کا اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہونا اور اس اللہ کی صفات کی معرفت حاصل ہونے کے بعد اللہ تعالی کی محبت میں ڈوب جانا ہے تاکہ اس کی کیفیت یہ ہو جیسے یہ اللہ تعالی کے دیدار میں مشغول ہے یا کم از کم اتنا یقین کہ اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے۔

اب کئی لوگ ذکر خفی کرتے ہیں کسی چیز کو مثلاً تسبیح کے دانے ٹھک ٹھک چلاتے ہوئے اپنے دل کی دھڑکن سے مناسبت رکھتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ یہ قلبی ذکر ہے یا سر کو ہلاتے ہوئے سمجھنا کہ یہ قلبی ذکر ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کا ذکر ہر حال میں کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اللہ کو یاد کرو کوئی سانس یاد سے خالی نہ ہو، تو ہر سانس کے ساتھ ذکر کرنا بھی قلبی ذکر نہیں۔ کیونکہ یہ شعوری طور پر کیا جاتا ہے، جب انسان سوئے گا کھائے

[1] سنن الترمذی ابواب الدعوات

گا باتیں کرے گا تو سانس اور ذکر کی مطابقت کدھر گئی۔ اسی طرح پاس انفاس بھی خفی ذکر نہیں ہو سکتا ہے۔ خفی ذکر تو وہ ذکر ہے جو خود سے کیا نہیں جاتا بلکہ یہ قلب کے جاری ہونے سے ہے۔ اس کے بعد ہر سانس ذکر میں خود بخود بسر ہو گا، یہی ذکر کی اصل ہے اور یہ تو حفظہ فرشتوں سے بھی پوشیدہ ہے۔ یہ تقرب الی اللہ کا باعث ہے۔ اللہ کریم عزوجل نے اس نعمت سے سرفراز کرنے کے لئے فرمایا۔

وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً وَّأَصِيلًا[1]

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو ۔

اس لیے یہ ذکر اسم ذات سے کیا جاتا ہے۔ پھر اور ارشاد ربانی ہے

وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ فِيۡ نَفۡسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيۡفَةً وَّدُوۡنَ الۡجَـهۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِيۡنَ[2]

ترجمہ: اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کیا کرو عاجزی وزاری اور خوف و خستگی سے اور میانہ آواز سے پکار کر بھی، صبح و شام (یادِ حق جاری رکھو) اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

[1] الدھر:25

[2] الاعراف 205

قلب کا قرآنِ کریم میں تذکرہ

قلب، انسانی دل جگہ ہے اور ایمان کی، ہدایت کی، محبت کی، ڈر کی، نفرت کی، اطاعت کی، نافرمانی اور بغاوت کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ [1]

ترجمہ: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

اس آیت مبارکہ سے صاف معلوم ہوا ہے کہ تقوی کا محل جسم انسانی میں انسان کا دل ہے کیونکہ تمام بدن کی صحت دل کی صحت پر موقوف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ [2]

---

[1] الحجرات:3

[2] الحجرات:7

ترجمہ: لیکن خداوند کریم نے تم کو ایمان عزیز بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں

میں سجادیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ [1]

ترجمہ :(اللہ تعالیٰ تمہارے لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کریگا لیکن

جو قسمیں تم قصد دل سے کھاؤ گے ان پر مواخذہ کریگا۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سزاو جزا کا تعلق قلب سے ہے ۔اس لیے تو

بندہ اس قسم پر عنداللہ ماخوذ ہے جو قصد قلب سے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ [2]

ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔

[1] البقرۃ:225

[2] البقرۃ:6

ارشاد باری تعالیٰ:

بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ[1]

ترجمہ: بلکہ ان کے دلوں کو زنگ لگ چکا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ[2]

ترجمہ :۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے روح الامین (جبریل علیہ السلام) کے ذریعے تمہارے دل پر نازل کیا ہے تاکہ تم ڈرانے والوں سے ہو جاؤ۔

پس معلوم ہوا کہ جہل، غفلت اور علم کی جگہ بدن انسانی میں قلب ہے۔ اصل میں مخاطب حقیقی قلب ہے، اس لئے کہ یہ تمیز اور اختیار کی جگہ ہے اور دیگر اعضاء اسکے قابو میں ہیں۔ اس میں اس حق کے لئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ (کم از کم دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو۔

[1] المطففین:5

[2] الشعراء:184-185

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ[1]

ترجمہ: خبردار اللہ کے ذکر سے دل مطمئن رہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ[2]

ترجمہ: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے، مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

گناہ کرنے اور شغل دنیاوی کی وجہ سے دل داغدار ہوتا ہے، اور اللہ تبارک و تعالیٰ تو فرمارہا ہے کہ حشر میں تو مصفیٰ اور مزکیٰ دل ہی کام آئے گا۔

ان آیات کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امین وحی و نبوت اور خزانہ اسرار الہیہ غیبیہ صرف انسان کا دل ہے اور یہ دل تجلیات باری تعالیٰ کا محل ہے جب انسان اپنا دل صاف رکھے تو وہ دل مسکن تجلیات بن جاتا ہے اور تمام اخلاق رزائل دل سے خارج ہوتے ہیں اور دل اللہ کے انوار سے منور ہو جاتا ہے۔

[1] الرعد:28

[2] الشعراء:88۔89

قال الإمام فخر الدين الرازی رحمه الله :ومعلومة أن العقل فی القلب ولان التكليف مشروطة بالعقل والفهم قال الله تعالى (ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا) وقرن الله تعالى بذكره السمع والبصر لانهما التان للقلب فی تاديه صور المحسوسات والمسموعات[1] .

امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ معلوم بات ہے کہ عقل قلب میں ہوتی ہے۔اس لیے تکلیف شرعی بھی عقل و فہم کے ساتھ مشروط ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔(بے شک کان اور آنکھ اور ادل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہو گی) دل کے ساتھ سماعت اور بصارت اس لیے پیوست کیا کہ یہ دونوں دل کے آلات ہیں جو محسوسات اور مسموعات کی صورتوں کو دل میں لے آتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کا مقصود قساوت قلبی کا دور کرنا ہے کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کی صفات کی پہچان جلوہ گاہ ہے اور اگر اللہ کی رحمت کا مستحق اسے بنانا ہے تو اللہ کے ذکر سے اسے صاف کرنا ضروری ہے۔

[1] تفسیر کبیر:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي»[1]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ذکر اللہ کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو کیونکہ ذکر اللہ کے بغیر کلام کی کثرت دل کی سختی کا باعث ہے اور یاد رکھو کہ آدمیوں میں اللہ سے دور سب سے وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔

اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور انسان کے دل و دماغ کو وسوسوں میں الجھا کر گمراہ کرنے کی کوششوں میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہے تاکہ یہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے۔ اور دل کے ذکر کرنے کو ہی ذکر قلب انسان کے دل کو منور کر کے اسے شیطان کے وسوسوں اور غفلت سے محفوظ رکھتی ہے۔

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، : أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ باب : ما جاء فی حفظ اللسان ، وأحمد بن حنبل فی المسند، وموطأ الإمام مالك

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«الشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا ذَكَرَ اللهَ خَنَسَ وَإِذَا غفَلَ

وسوس»[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شیطان انسان کے دل سے چپکا رہتا ہے جب وہ دل سے اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکر اللہ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ اس روایت کو بخاری نے بطریق تعلیق (یعنی بغیر سند) کے نقل کیا ہے۔

فائدہ واثرات

ذکر پاک کے اثرات سے قلب کی صفائی ہوتی ہے، اس سے غفلت دور ہوتی ہے، قلب انسانی ان صفات کی معرفت حاصل ہونے سے اسم نہیں بلکہ مسمی یعنی ذات باری تعالی کی محبت میں گرفتار ہوتا جاتا ہے۔ قلبی ذکر کا حامل انسان متوجہ الی اللہ ہوتا ہے اور قلب جو خواہشات نفسانی کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس آگاہی سے یہ

[1]. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقا

خواہشات اعتدال پر آتی ہیں اور اس قلب کی حالت کو قلب سلیم کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے

اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ [1]

ترجمہ: مگر وہی شخص (نفع مند ہوگا) جو اللہ کی بارگاہ میں سلامتی والے بے عیب دل کے ساتھ حاضر ہوا۔

ذکر بڑھنے سے قلب کی حالت قلب منیب میں تبدیل ہوتی ہے

مَنۡ خَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبِ [2]

ترجمہ: جو (خدائے) رحمان سے بِن دیکھے ڈرتا رہا اور (اللہ کی بارگاہ میں) رجوع وانابت والا دل لے کر حاضر ہوا۔

اللہ تعالی کے قرب کی وجہ سے یہ قلب، قلب شہید بنتا ہے۔

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ [3]

ترجمہ: بیشک اس میں یقیناً انتباہ اور تذکّر ہے اس شخص کے لیے جو صاحب دل

[1] الشعراء:89

[2] قٓ:33

[3] قٓ:37

ہے (یعنی غفلت سے دوری اور قلبی بیداری رکھتا ہے) یا کان لگا کر سنتا ہے (یعنی توجہ کو یک سو اور غیر سے منقطع رکھتا ہے) اور وہ (باطنی) مشاہدہ میں ہے (یعنی حسن و جمال الوھیّت کی تجلّیات میں گم رہتا ہے)۔

گویا کہ اللہ کو دیکھ رہا ہوں اس تبدیلی سے شریعت مطہرہ اور سنت مبارکہ بلا تکلف انسان کے کردار کا حصہ بن جاتے ہیں اب یہ انسان بلا تکلف اوامر و نواہی میں ڈھلا نظر آتا ہے اب اطاعت خداوندی اسے کرنی نہیں پڑتی اس سے ہوتی ہے یعنی اپنے ہونے کا مقصد پورا کرنے والا بندگی میں ڈھلا ہوا نظر آتا ہے۔

قلبی طہارت یعنی تصفیہ قلب اس کے نفس کے تزکیہ کا باعث بنتا ہے، اس کی وجہ سے انسان کا ظاہر شریعت میں یعنی مسنون بن کر اوامر و نواہی میں ڈھلا نظر آتا ہے، تو باطنی کردار اللہ تعالیٰ کی شدید محبت ہونے کی وجہ سے اس کے اعمال اللہ کی خوشنودی اور رضا والے بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ اب اس ذکر کی بدولت بندے کا دل ماسوا سے پاک ہو کر اپنے رب کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ معلوم بات ہے کہ عقل قلب میں ہوتی ہے اس لیے تکلیف شرعی بھی عقل و فہم کے ساتھ مشروط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ، دل کے ساتھ سماعت اور بصارت اس لئے جوڑے

کہ یہ دونوں دل کے آلات ہیں جو محسوسات اور مسموعات کی صورتوں کو دل میں لے آتے ہیں [1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر مبارک کی سماعت و بصارت کے ضمن میں شرح بخاری میں مزکور ہے۔

أَنَّ جِبْرِيلَ قَالَ لَمَّا غَسَلَ قَلْبَهُ قَلْبٌ سَدِيدٌ فِيهِ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ [2]

ترجمہ: جب معراج پر جاتے وقت قلب اطہر کو دھویا گیا تو جبریل علیہ السلام حیرت سے پکار اٹھے کیسا دل ہے جس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

انسان کے وجود میں یہ لطیفہ مرشد کامل کے ساتھ نسبت کے طفیل اللہ تعالی کی فعلیہ صفات کے نور کو اپنے اندر حمل کرنے سے مصفی ہوتا ہے۔ یہ پہلا لطیفہ پہلے الوالعزم نبی حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے ان کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے فعلیہ صفات کا نور میسر آیا تھا جو ان کی نسل میں بھی جاری ہوتا ہے۔

[1] تفسیر کبیر سورۃ الشعراء

[2] فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب الفتن

اسی لئے سلاسل طریقت (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) میں پہلا ذکر قلبی عطا ہوتا ہے، جس میں لطیفہ قلب پر اللہ تعالی کی فعلیہ صفات کے انوار داخل ہوتے ہیں۔ یہ لطیفہ عالم امر کے پہلے طبقہ عالم ملکوت میں سے ہے (جہاں سے فرشتوں کا ظہور ہوا ہے عادت اللہ کے مطابق نظام کائنات اللہ کی فعلیہ صفات کے طفیل چلانے کے لئے)

لطیفہ قلب کے ذکر سے اللہ تعالی کی صفات فعلیہ کا نور میسر آتا ہے جو بندے کے نفس کی خواہشات اعتدال پر لانے کا سبب بنتا ہے۔ ہے اسکی علامت ذکر کے وقت ماسویٰ اللہ کا نسیان اور ذاتِ حق کیساتھ محوّیت ہے (اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے ہو)، اسکی تاثیر رفعِ غفلت اور دفعِ شہوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، اس کی اپنی خواہشات پر اللہ کے احکامات حاوی ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی نور کی برکت سے اسے اس بات کا ادراک ہونا شروع ہوتا ہے کہ مجھ سے جو بھی نیک کام ہو رہا ہے وہ تو فاعل حقیقی اللہ سبحانہ وتعالی کے کرم سے ہے۔

فرمان باری تعالی ہے۔

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ[1]

ترجمہ: (اے انسان ! اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسن تدبیر کی طرف منسوب نہ کر)، اور جب تجھے کوئی برائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ تیری اپنی طرف سے ہے (یعنی اسے اپنی خرابی نفس کی طرف منسوب کر)۔

یہی صفات فعلیہ کا نور ہی تھا جس نے کوہِ طور جلادیا تھا۔
یہ نور ذکر کی صورت جب دل میں مزین ہو تو دنیا یعنی غیر اللہ کی محبت نکال کر اسے اللہ کا دوست (ولی) بنادیتا ہے۔ قلب کے ذکر جاری ہونے سے انسان ولایت میں داخل ہو جاتا ہے۔
فرمان رومی ہے، دنیا اگر ہاتھ سے نکلے تو بندہ غریب اگر دل سے نکلے تو ولی بن جاتا ہے

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

ترجمہ: اور آپ اپنا بازوئے (رحمت وشفقت) ان مومنوں کے لیے بچھا دیجئے جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔

الشعراء، 26:215

[1] النساء: 79

قلبی ذکر کا ماخذ۔ مرشدِ کامل

دل میں ذکر خود سے نہیں ہو سکتا اللہ تعالی نے احسان کرتے ہوئے اپنے حبیب کو سراجاً منیر ابنا کر بھیجا تا کہ اللہ کی پہچان ملے ارشاد خداوندی ہے

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[1]

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں دنیا میں روشن ہے) اس طاق (نماسینۂ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغِ (نبوت روشن) ہے؛ (وہ) چراغ، فانوس (قلبِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں رکھا ہے۔ (یہ) فانوس (نورِ الٰہی کے پرتَو سے اس قدر منور ہے) گویا ایک درخشندہ ستارہ ہے (یہ چراغِ نبوت) جو زیتون کے مبارک درخت سے (یعنی عالم قدس کے بابرکت رابطہ وحی سے یا

[1] النور:35

انبیاء ورسل ہی کے مبارک شجرۂ نبوت سے) روشن ہوا ہے نہ (فقط) شرقی ہے اور نہ غربی (بلکہ اپنے فیضِ نور کی وسعت میں عالم گیر ہے)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل (خود ہی) چمک رہا ہے اگرچہ ابھی اسے (وحیِ ربّانی اور معجزاتِ آسمانی کی) آگ نے چھوا بھی نہیں، (وہ) نور کے اوپر نور ہے (یعنی نورِ وجود پر نورِ نبوت گویا وہ ذات دوہرے نور کا پیکر ہے)، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور (کی معرفت) تک پہنچا دیتا ہے، اور اللہ لوگوں (کی ہدایت) کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے لئے فرمایا

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مرکز و محور اور ماخذ ہے اس ذکر کی جیسا کہ فرمایا

تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي[1]

ترجمہ: میری آنکھ سوتی ہے میرا دل نہیں سوتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی دل کی روشنی یعنی ذکر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم مستفید ہو کر اللہ تعالی کی رضا کی سند پا گئے۔ انبیائے کرام علیھم السلام کے بعد سب سے افضل

[1] بخاری کتاب المناقب

امتی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے ساتھ محبت اور صحبت کی وجہ سے آپ ﷺ کے دل سے ذکر سب سے زیادہ حاصل کیا۔

مَا صَبَّ اللہ شَیْئًا فِی صَدْرِی إِلَّا وَصَبَّہٗ فِی صَدْرِ أَبِی بَکْرٍ[1]

ترجمہ: جو اللہ نے میرے سینے میں ڈالا میں نے اسے صدیق اکبر کے سینے میں انڈیل دیا۔

وہاں سے سلسلہ طریقت صدیقیہ چلا جو نقشبندیہ مجددیہ سے ہوتے ہوتے آج الحمد للہ سیفیہ کہلاتا ہے اسی طرح باقی اصحاب بھی منور ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے باقی سلاسل چشتیہ قادریہ سہروردیہ چلے۔

یعنی اس ذکر کا منبع مرشد ہے جس کا وصف اللہ تعالی نے اپنے کلام میں یوں فرمایا

وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا[2]

[1] تفسیر کبیر، الحاوی للفتاوی

[2] الکھف: 28

ترجمہ: ااور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں (یعنی ہر وقت ذکر کی حالت میں رہتے ہیں) اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر کسی اور پر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگھار چاہو گے، اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

صحبت اثر رکھتی ہے، جب بندہ نیک لوگوں، اللہ کا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو رحمت الٰہی سے اسے بھی نیکی، بندگی اور اللہ کی یاد نصیب ہو جائے گی۔ قرآن مجید میں اصحاب کہف کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے ساتھ کتا بھی تھا تو ان نیک لوگوں کے تذکرے کے ساتھ اس کتے پر بھی اللہ کی رحمت نازل ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اہل ذکر کی نسبت، صحبت اور سنگت بندے کے دل کو بھی اللہ کی یاد کا خزینہ نصیب کر دیتی ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے:

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِذِكْرِ اللهِ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللهُ[1]

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، باب العین، من اسمہ عبد اللہ، عبد اللہ بن مسعود الھذلی، باب

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک کچھ لوگ یادِ الٰہی کی چابیاں ہیں کہ انہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجاتا ہے۔

ذکر، الٰہی اور نفسِ انسان کو اللہ کی صفاتِ عالیہ کی پہچان دینے کیلئے قرآنِ کریم میں بھی اہلِ ذکر کی صحبتِ صالح اختیار کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اور ایسے لوگوں کی اطاعت سے روکا گیا ہے، جن کا دل یادِ الٰہی سے غافل ہے۔اس کی تائید درج ذیل فرمانِ رسول سے ہوتی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يُذَكِّرُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَمَا إِنَّكُمُ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ أَمَرَنِيَ اللهُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ إِلَى قَوْلِهِ فُرُطاً (الکہف، 18: 28) أَمَا إِنَّهُ مَا جَلَسَ عِدَّتُكُمْ إِلَّا جَلَسَ مَعَهُمْ عِدَّتُهُمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنْ سَبَّحُوا اللهَ تَعَالَى سَبَّحُوْهُ، وَإِنْ حَمِدُوا اللهَ حَمِدُوْهُ، وَإِنْ كَبَّرُوا اللهَ كَبَّرُوْهُ، ثُمَّ يَصْعَدُوْنَ إِلَى الرَّبِّ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا

رَبَّنَا، عِبَادُكَ سَبَّحُوكَ فَسَبَّحْنَا وَكَبَّرُوكَ فَكَبَّرْنَا وَحَمِدُوكَ فَحَمِدْنَا۔ فَيَقُولُ رَبُّنَا: يَا مَلَائِكَتِي، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ۔ فَيَقُولُونَ: فِيهِمْ فُلَانٌ وَفُلَانٌ الْخَطَّاءُ فَيَقُولُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ [1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ اپنے ساتھیوں کو ذکرِ الٰہی کروا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم وہ جماعت ہو جس کے متعلق میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کے ساتھ رہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ''(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے، اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال

[1] المعجم الصغیر للطبرانی، باب المیم، من اسمہ موسی

حد سے گزر گیا ہے"، تم میں سے جتنی تعداد میں لوگ بیٹھتے ہیں، ان کے برابر فرشتے بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں تو یہ بھی اُس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں تو یہ بھی اُس کی حمد بیان کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کریں تو یہ بھی اُس کی کبریائی بیان کرتے ہیں۔ پھر رب العزت کی بارگاہ میں لوٹ جاتے ہیں حالانکہ وہ اُن کی حالت کو بخوبی جانتا ہے، لیکن وہ پھر بھی عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! تیرے بندوں نے تیری تسبیح بیان کی تو ہم نے بھی تیری تسبیح بیان کی، اُنہوں نے تیری کبریائی بیان کی تو ہم نے بھی تیری کبریائی بیان کی۔ اُنہوں نے تیری حمد بیان کی تو ہم نے بھی تیری حمد کی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اُنہیں بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اُن میں تو فلاں فلاں گناہ گار شخص بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کا ہم نشین بد بخت نہیں رہ سکتا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ ہمہ وقت یاد کرنا، ذکر میں رہنا اصل میں یاد کئے جانے والی ذات کیساتھ محبت والے تعلق کا مظہر ہے۔ اللہ کی محبت کے حصول کا ذریعہ حدیث

پاک میں اللہ کی خاطر اس کے محبوب بندوں، اس کی ہمہ وقت یاد والوں یعنی کہ مرشدِ کامل کے ساتھ محبت اور اخلاص والا تعلق بنایا گیا ہے۔ اللہ کی خاطر محبت وہ ہے جس میں کوئی شخص اللہ کے کسی محبوب بندے کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اخلاص و محبت والا تعلق رکھے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: حَقَّتْ مَحَبَّتِی لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِی لِلْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِی لِلْمُتَصَادِقِیْنَ فِیَّ، وَالْمُتَوَاصِلِیْنَ (أَحْمَدُ)[1]

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اللہ رب العزت کے حوالے سے) بیان فرماتے ہوئے سنا: میری خاطر محبت کرنے والوں کے لئے میری محبت برحق ہے، میری خاطر صلہ رحمی کرنے والوں کے لئے بھی میری محبت برحق ہے، میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لئے بھی میری محبت برحق ہے اور میری خاطر ایک دوسرے کو ملنے والوں کے لئے بھی میری محبت برحق ہے۔

[1] مسند أحمد، مسند الأنصار رضی اللہ عنهم، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنه

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم بھی مرشدِ اعظم، مرشدِ حقیقی، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سنگت اور صحبت میں ہی اللہ کی ہمہ وقت و ہمیشگی والی دائمی یاد پاتے تھے، جس کی برکت سے ان کے دلوں کو خشیہ الٰہی نصیب ہوا تھا اور شریعت مطہرہ ان کی زندگیوں کا بلا تکلف حصہ بن گئی تھی۔ درج ذیل حدیث پاک میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل مذکور ہے۔

عَنْ حَنْظَلَةَ الأُسَيِّدِيِّ قَالَ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لَقِيَنِى أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ: قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَا تَقُولُ! قَالَ: قُلْتُ: نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتَّى كَأَنَّا رَأْىَ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَافَسْنَا الأَزْوَاجَ وَالأَوْلاَدَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِينَا كَثِيرًا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَوَاللهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا. فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: وَمَا ذَاكَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ نَكُونُ

عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتَّى كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (مُسْلِم)[1]

ترجمہ: حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا: اے حنظلہ! تم کیسے ہو؟ میں نے کہا: حنظلہ منافق ہو گیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ! تم کیسی بات کر رہے ہو، میں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ ﷺ ہمیں جنت اور دوزخ کی نصیحت کرتے ہیں، حتیٰ کہ ہم گویا کہ جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر اپنی بیویوں، بچوں اور زمینوں کے معاملات میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت

[1] صَحِيح مُسْلِم، كِتَابُ التَّوْبَةِ، باب فَضْلِ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ فِي أُمُورِ الْآخِرَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ

ساری چیزیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بہ خدا! اس قسم کا معاملہ تو ہمیں بھی پیش آتا ہے، پھر میں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! حنظلہ منافق ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، آپ ہمیں جنت اور نار کی نصیحت کرتے ہیں، حتیٰ کہ گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے جنت اور نار کو دیکھتے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر اپنی بیویوں، بچوں اور زمینوں میں مشغول ہوتے ہیں تو ہم بہت ساری باتیں بھول جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، تم میرے پاس اور دورانِ ذکر جس کیفیت میں ہوتے ہو اگر تمہاری وہ کیفیت ہمیشہ رہے تو تمہارے بستروں اور راستوں پر فرشتے تم سے مصافحہ کریں، لیکن اے حنظلہ! یہ کیفیت ایک آدھ ساعت رہتی ہے، یہ آپ نے تین بار فرمایا۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِی أَوْ رَآی مَنْ رَآنِی[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس مسلمان کو جہنم کی آگ ہر گز نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے (یعنی میرے صحابی) کو دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا اسی لئے تھا کہ مرشدِ اعظم، مرشد حقیقی رسول اللہ ﷺ کی نسبت، سنگت اور صحبت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کو اللہ کی ہمہ وقت یاد نصیب کی اور اس کے اثر سے بندگی میں ایسا ڈھالا کہ ان سے اللہ کی نافرمانی کا صدور محال ہو گیا۔ اللہ نے انہیں اپنی رحمت سے محفوظ عنِ الخطا کر دیا۔ اسی لئے یہ فرمایا گیا کہ مجھے دیکھنے والے، میری محفل میں بیٹھنے والے کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

[1] جامع الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی فضل من رأی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحبہ

نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی صحبت بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ کے تربیت یافتہ خلفاء و نائبین یعنی کہ اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی نسبت، سنگت اور صحبت میں بھی اللہ عزوجل نے حصولِ ذکرِ الٰہی، خشیہ الٰہی اور حصول بندگی کی یہی تاثیر رکھی۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے،

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خِيَارُكُمْ الَّذِينَ إِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ[1]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرمارہے تھے، کیا میں تمہیں تمہارے بہترین افراد کی نشان دہی نہ کروں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تمہارے بہترین افراد وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد آئے

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، بَابُ مَنْ لَا يُؤْبَهُ لَهُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّ جُلَسَائِنَا خَيْرٌ قَالَ مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللهَ رُؤْيَتُهُ وَزَادَ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ وَذَكَّرَكُمْ بِالْآخِرَةِ عَمَلُهُ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہمارے بہترین ہم نشین کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہم نشین جس کا دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَالْوَاجِبُ عَلَى الْعَبْدِ طَلَبُ حَيَاةِ الْقَلْبِيَّةِ الْأُخْرَوِيَّةِ مِنْ أَهْلِ التَّلْقِيْنِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ فَوْتِ الْوَقْتِ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا بِأَعْمَالِ الْآخِرَةِ فَلَا نَصِيْبَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)

[1] مسند أبی یعلی، مسند ابن عباس

فَالدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ، فَإِذَا لَمْ يَزْرَعْهُ فِيْ هَذِهِ لَمْ يَحْصُدْ فِيْ الآخِرَةِ،

والْمُرَادُ مِنَ الْمَزْرَعَةِ: أَرْضُ الْوُجُوْدِ لَا الآفَاقِ[1]

ترجمہ: بندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دنیا میں اہل تلقین (مرشد کامل) سے حیات قلبی اخروی طلب کرے اس سے پہلے کہ وقت گذر جائے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (جس نے اعمال آخرت کے ذریعے دنیا طلب کی اس کا آخرت (کی نعمتوں) میں کوئی حصہ نہیں ہوگا)۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو یہاں بوئے گا وہاں کچھ حاصل نہیں کر پائے گا۔ یہاں کھیتی سے مراد وجود کی زمین ہے آفاق نہیں۔

عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ ، قَالَ : أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ لَا أَدَعَ شَيْئًا مِنَ الْبِرِّ وَالإِثْمِ إِلَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ ، وَإِذَا عِنْدَهُ جَمْعٌ ، فَذَهَبْتُ أَتَخَطَّى النَّاسَ ، فَقَالُوا : إِلَيْكَ يَا وَابِصَةُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، إِلَيْكَ يَا وَابِصَةُ ، فَقُلْتُ : أَنَا وَابِصَةُ ، دَعُونِي أَدْنُو مِنْهُ ، فَإِنَّهُ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ أَنْ أَدْنُوَ مِنْهُ ، فَقَالَ لِي : ادْنُ يَا وَابِصَةُ ،

[1] سر الأسرار، الفصل الثامن في بيان شرائط الذكر

ادْنُ يَا وَابِصَةُ ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى مَسَّتْ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ، فَقَالَ: يَا وَابِصَةُ أُخْبِرُكَ مَا جِئْتَ تَسْأَلُنِي عَنْهُ ، أَوْ تَسْأَلُنِي ﴿ﷺ﴾ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ فَأَخْبِرْنِي ، قَالَ : جِئْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْبِرِّ وَالإِثْمِ قُلْتُ : نَعَمْ ، فَجَمَعَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهَا فِي صَدْرِي ، وَيَقُولُ : يَا وَابِصَةُ اسْتَفْتِ نَفْسَكَ ، الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ ، وَاطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي الْقَلْبِ ، وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ. قَالَ سُفْيَانُ : وَأَفْتَوْكَ[1].

ترجمہ: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرا ارادہ تھا کہ میں کوئی نیکی اور گناہ ایسا نہیں چھوڑوں گا جس کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھ نہ لوں۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ موجود تھے۔ میں لوگوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھنے لگا، لوگ کہنے لگے

[1] مسند أحمد بن حنبل ○ مسند الشاميين ○ حديث وابصة بن معبد الأسدي نزل الرقة رضي الله عنه.
وكذا في سنن الدارمي ومسند أبي يعلى ومسند ابن أبي شيبة ودلائل النبوة للبيهقي والمعجم الكبير للطبراني وشرح مشكل الآثار وحلية الأولياء.

وابصہ! حضور نبی اکرم ﷺ سے پیچھے ہٹو۔ میں نے کہا کہ میں وابصہ ہوں، مجھے ان کے قریب جانے دو، کیونکہ مجھے تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ ان کے قریب ہونا پسند ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا وابصہ! قریب آجاؤ۔ چنانچہ میں اتنا قریب ہوا کہ میرا گھٹنا حضور نبی اکرم ﷺ کے گھٹنے سے لگنے لگا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وابصہ! میں تمہیں بتاؤں کہ تم مجھ سے کیا پوچھنے کے لئے آئے ہو یا تم خود ہی پوچھو گے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی بتایئے، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے کے لئے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی تین انگلیاں اکٹھی کیں اور میرے سینے رکھیں، آپ ﷺ نے (میرے باطن کا تزکیہ فرمانے کے بعد) فرمایا: وابصہ! اپنے نفس سے فتویٰ لیا کرو، نیکی وہ ہوتی ہے جس میں دل مطمئن ہوتا ہے اور نفس کو سکون ملتا ہے، اور گناہ وہ ہوتا ہے جو تمہارے دل میں کھٹکتا ہے اور دل میں تردد رہتا ہے، اگرچہ لوگ تمہیں فتویٰ دیتے رہیں۔

محافلِ ذکر کا اسلوب

اللہ نے کامل و اکمل، مرشدِ اعظم، مرشدِ حقیقی، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے نوازنے کے بعد اس نعمت عظمیٰ ﷺ کو ہر بھلائی، ہر رحمت، ہر کمال کے حصول کا منبع قرار دیا۔ اسی حوالے سے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا کہ ذکرِ الٰہی، اللہ کی یاد اور اس کی برکت سے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت رسول اللہ ﷺ کی محفلِ مبارکہ سے ہی ملے گی، کیونکہ عطائے الٰہی کی تقسیم کا اختیار اللہ نے آپ ﷺ کو دیا۔ کیونکہ آقا کریم ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدْ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ[1]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے خطبہ پڑھتے ہوئے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح

کی سمجھ عطا کرتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو (یا یہ فرمایا) یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

ہر چیز کی ایک ماہیت موجود ہوتی ہے جیسے کہ ٹھوس، اس کی ساخت ایسے کثیف بنی ہے کہ اس کی حفاظت کیلئے علیحدہ سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ٹھوس کو جیسے بھی جس جگہ رکھ دیا جائے وہ بغیر کسی بیرونی اثر کے اپنا وجود بچائے رکھے گی۔ مگر مائع ٹھوس سے ذرا کم کثیف اور لطیف ہے اور یہ اپنا وجود بچانے کیلئے کسی برتن وغیرہ کی محتاج ہے۔ مثلاً پانی اگر گلاس میں ڈال دیا جائے تو وہ محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح گیس اس مائع سے بھی کم کثیف اور لطیف ہے اور یہ اپنی بقا کیلئے اس سے بھی زیادہ حفاظت کی طالب ہے۔ اسلئے یہ نہ صرف برتن کی محتاج ہوتی ہے بلکہ ایسے برتن کی جس کا منہ بند ہو سکے۔ تب ہی گیس اپنا وجود بنائے ہوئے رہ سکتی ہے۔ اسی طرح نور ایمانی بھی ان سب سے زیادہ لطیف ہے۔ اور اس کی حفاظت کیلئے خداوند قدوس نے نظام بھی اتنا ہی زیادہ بہترین رکھا ہے۔ کہ یہ نور ایمانی اور تقویٰ، اور اللہ کی ہمہ وقت اور دائمی یاد ان نفوس قدسیہ (انبیاء) کے سینے میں رکھی، جو کہ انسانی اجزائے ترکیبی کی غلاظتوں اور سرکشیوں سے ہمہ تن پاک تھے۔ اسلئے ان

نفوس میں گناہ کی طرف میلان نہ تھا، بلکہ اللہ نے انہیں معصوم عن الخطار کھا تھا۔ اور انہی نفوس کو اللہ عزوجل نے انسانیت کی تربیت، اصلاح اور تزکیہ کیلئے انسانوں ہی میں سے بھیجا۔ تاکہ خالق کی اطاعت میں رہنے کیساتھ مخلوق کو خالق کی طرف مائل کر دیں۔ اب نور ایمان کیلئے انہی نفوس قدسیہ کیساتھ دل کا تعلق ادب والا، محبت والا اور استقامت والا لازما ٹھہرا، اور ان کی محفل میں بیٹھنا، سنگت میں رہنا لازمی قرار دیا گیا، تاکہ اس یادِ الٰہی اور نور ایمان کی کماحقہ نگہداشت ہوتی رہے۔ درحقیقت انہی کے ساتھ قلب کی وابستگی کو یادِ الٰہی اور نور ایمانی کیلئے لازما ٹھہرایا گیا۔ یہی طریق آنے والی امت کیلئے بھی قرآنی نص کے عین مطابق حکم جاری فرمایا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔

ایمان والوں کو خطاب فرمایا گیا کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، ڈرتے رہو۔ خشیہ الٰہی کی کیفیت اللہ کی یاد کے ساتھ ہے اور یہ حالت کیسے میسر آئے گی؟ بتا دیا گیا کہ صادقین، صالحین، اللہ والوں کی نسبت و صحبت میں رہو، ان کی محافل میں بیٹھو۔ یہ

1التوبہ: 119

نسبت سنگت و صحبت تمہارے دلوں کو اللہ کی یاد والا بنا کر تقویٰ سے مزین کر دے گی۔ ارشاد پاک میں لفظ "کونوا" کا ذکر آیا۔ یہ فعل امر ہے۔ مطلب یہ کہ ہمیشہ اپنے آپ کو اولیاء اللہ اور صالحین کی نسبت و سنگت میں رکھو، ان کے ساتھ جڑے رہو، ان کی محافل میں بیٹھو، کیونکہ یہ محافل ذکر الٰہی اور تقویتِ ایمانی کا ذریعہ ہیں۔ ان محافل کی برکت اور ذکرِ قلبی کے ساتھ، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو جائے گا اور تمہاری زندگیاں منشاء الٰہی کے مطابق ہو جائیں گی۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً، فُضُلًا يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ، حَتَّى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْأَرْضِ، يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيَسْأَلُونَكَ، قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُونِي؟ قَالُوا:

يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ، قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا، أَيْ رَبِّ قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ، قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونَنِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ، قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ، قَالَ: فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا، قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ، إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، قَالَ: فَيَقُولُ: وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ زائد فرشتے ایسے بھی ہیں جو پھرتے رہتے ہیں اور ذکر کی مجالس کو تلاش کرتے ہیں کہ جب وہ ایسی مجلس پالیتے ہیں جس میں ذکر ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ ان سے لے کر آسمان دنیا کے درمیان کا خلا بھر جاتا ہے پس جب وہ (اہل مجلس) متفرق ہو جاتے ہیں تو (یہ فرشتے آسمان کی

[1] أخرجه مسلم فی الذکر والدعاء والتوبة باب فضل مجالس الذکر، والصحیح البخاری، والسنن الترمذی

طرف چڑھ جاتے ہیں) اللہ رب العزت ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم زمین میں تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح تکبیر تہلیل اور تعریف اور تجھ سے سوال کرنے میں مشغول تھے اللہ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے وہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے اللہ فرماتا ہے کیا انھوں نے میری جنت کو دیکھا ہے وہ عرض کرتے ہیں نہیں اے میرے پروردگار، اللہ فرماتا ہے اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی وہ عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے اللہ فرماتا ہے وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب تیری جہنم سے اللہ فرماتا ہے کیا انھوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے وہ عرض کرتے ہیں نہیں اللہ فرماتا ہے اگر وہ میری جہنم کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اور وہ تجھ سے مغفرت بھی مانگ رہے تھے تو اللہ فرماتا ہے کہ تحقیق میں نے معاف کر دیا اور انھوں نے جو مانگا میں نے انھیں عطا کر دیا اور میں نے انھیں پناہ دے دی جس سے انھوں نے پناہ مانگی فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب ان میں فلاں بندہ گناہ گار ہے وہ وہاں سے گزرا تو

ان کے ساتھ بیٹھ گیا تو اللہ فرماتا ہے میں نے اسے بھی معاف کر دیا اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَمَنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ مِنَ النَّاسِ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَطْيَبَ [1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے بندہ اگر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے مجلس میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بڑی اور پاکیزہ محفل میں اسے یاد کرتا ہوں۔

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل فی مسند أبی هريرة رضی الله عنه، صحيح ابن حبان، مسند البزار

اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں،

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا» قَالُوا: وَمَا رِيَاضُ الْجِنّ

قَالَ: «حلق الذّكر»[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو میوہ خوری کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ جنت کے باغات سے کیا مراد ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔

حدیث پاک میں مذکور ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ قَالَ: آللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ ؟ قَالُوا: آللهِ مَا أَجْلَسَنَا غَيْرُهُ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا

[1] أخرجه الترمذي في السنن، : أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ باب : ما جاء في عقد التسبيح باليد، وأحمد بن حنبل في المسند،

مِنِّي وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «مَا أَجْلَسَكُمْ هَاهُنَا» قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهِ علينا قَالَ: آالله مَا أجلسكم إِلَّا ذَلِكَ قَالُوا: آالله مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَلِكَ قَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ». [1]

ترجمہ : حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک حلقہ کے پاس پہنچے جو ایک مسجد میں انعقاد پذیر تھا انھوں نے حلقہ والوں سے پوچھا کہ تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے ؟ انھوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ (کیا) تمہیں اللہ کے ذکر ہی نے یہاں بٹھایا ہے ؟ انھوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں صرف اللہ کے ذکر ہی نے یہاں بٹھایا ہے ؟ حضرت معاویہ رضی اللہ

[1] اخرجہ المسلم فی الصحیح ، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، وسنن الترمذی

عنہ نے کہا دیکھو! میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لیے تمہیں قسم نہیں دی (یعنی تمہیں جھوٹا سمجھ کر تم سے قسم نہیں کھلوائی بلکہ میں نے آنحضرت ﷺ کے اتباع کے پیش نظر قسم کہلوائی ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اسی طرح کہا تھا (جیسا کہ آگے حدیث میں آتا ہے) اور پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث کو کم نقل کرنے کے سلسلہ میں میرے برابر کوئی نہ تھا (یعنی میں احتیاطاً بہت کم احادیث روایت کیا کرتا تھا کہ مبادا کہیں کوئی کمی و زیادتی ہو جائے اور پھر اس کا وبال میری گردن پر ہو اس بات سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ آگاہی تھی کہ روایت حدیث میں مجھ سے کوئی بھول نہیں ہوتی کیونکہ نسیان کا احتمال تو اسی شخص کے لیے ہوتا ہے جو بہت زیادہ روایت کرے اور ظاہر ہے کہ میں ایسا نہیں تھا)۔ بہر کیف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی طرح ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک حلقہ کے پاس پہنچے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہاں تمہیں کس چیز نے بٹھایا ہے (یعنی یہاں کس مقصد کے لیے جمع ہو کر بیٹھے ہو) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! ہم یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور ہم اس کی اس بات کی تعریف

کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی اور اس کے ذریعہ ہم پر احسان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ واللہ (کیا) تمہیں صرف اسی چیز نے یہاں بٹھایا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں اس چیز نے یہاں بٹھایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو میں تم پر جھوٹ کی تہمت رکھنے کے لیے تم سے قسم نہیں کہلوائی بلکہ میرے پاس جبرائیل آئے اور انھوں نے مجھے بتایا کہ اللہ عزوجل اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے۔

محافل ذکر کو جنت کے باغات فرمایا گیا اور ذکر اللہ کی یہی کیفیت ہماری اخروی کامیابی کی ضامن ہے حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے یہ کہا تھا اے میرے بیٹے محافل کا جائزہ لیتے رہنا جب تم کسی ایسی قوم کو دیکھو جو اللہ کا ذکر کر رہی ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جانا کیونکہ اگر تم عالم ہوگے تو تمہارا علم تمہیں فائدہ دے گا اور اگر تم جاہل ہوگے تو وہ لوگ تمہیں تعلیم دیں گے ہو سکتا ہے کہ اللہ کی رحمت ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو اور اس میں سے کچھ حصہ تمہیں بھی نصیب ہو جائے۔ اسی طرح اگر تم کچھ لوگوں کو دیکھو کہ وہ اللہ کا ذکر نہیں کر رہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ اگر تم عالم ہوگے تو تمہارا علم تمہیں وہاں کوئی فائدہ نہیں دے گا اور اگر تم جاہل ہوگے تو وہ لوگ

تمہاری جہالت میں مزید اضافہ کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ اللہ کا عذاب ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس کے ساتھ وہ تمہیں بھی پہنچ جائے[1]۔

حدیث پاک میں مذکور ہے،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَيَبْعَثَنَّ اللهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وُجُوهِهِمُ النُّوْرُ عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ، يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، قَالَ: فَجَثَى أَعْرَابِيٌّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، حِلْهُمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ، قَالَ: هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتَّى وَبِلَادٍ شَتَّى يَجْتَمِعُوْنَ عَلَى ذِكْرِ اللهِ يَذْكُرُوْنَهُ[2]

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہرے پُر نور ہوں گے، وہ موتیوں کے منبروں پر (بیٹھے) ہوں گے، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے، نہ تو وہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی اپنے گھٹنے کے بل بیٹھ

[1] سنن الدارمی

[2] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأذکار، باب ما جاء في مجالس الذکر

کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمارے سامنے ان کا حلیہ بیان فرمائیں تاکہ ہم انہیں جان لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے،

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ لِلّٰهِ سَرَايَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ تَحُلُّ وَتَقِفُ عَلَى مَجَالِسِ الذِّكْرِ، فَارْتَعُوْا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ، قَالُوْا: وَأَيْنَ رِيَاضُ الْجَنَّةِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَجَالِسُ الذِّكْرِ فَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا فِي ذِكْرِ اللهِ وَاذْكُرُوْهُ بِأَنْفُسِكُمْ، مَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللهِ، فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللهِ عِنْدَهُ، فَإِنَّ اللهَ يُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْهُ حَيْثُ أَنْزَلَهُ مِنْ نَفْسِهِ [1]

---

[1] المستدرک للحاکم، کتاب الدعاء والتکبیر والتہلیل والتسبیح والذکر، من کان یحب أن یعلم منزلتہ عند اللہ فلینظر کیف منزلۃ اللہ عندہ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے لشکر ہیں جو ذکر کی محفلوں میں آتے ہیں اور وہاں رک جاتے ہیں، لٰھذا تم جنت کے باغیچوں سے خوب کھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جنت کے باغیچے کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر کی محفلیں (جنت کے باغیچے ہیں)۔ لٰھذا تم صبح وشام اللہ کا ذکر کرو اور اس کا ذکر اپنے دلوں میں بھی کرو۔ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے مقام کو معلوم کرلے وہ اپنے ہاں اللہ تعالیٰ کے مقام کو دیکھے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے ہاں اُس مقام پر رکھتا ہے جہاں بندہ اُسے اپنے ہاں رکھتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ قَالَ: غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ الْجَنَّةُ[1]

[1] مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله تعالى عنهما

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجالسِ ذکر کی غنیمت (یعنی نفع) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجالسِ ذکر کی غنیمت جنت ہے (اور بس) جنت (ہی) ہے۔

حدیث پاک میں مذکور ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، قَالَ: يَقُوْلُ الرَّبُّ عزوجل يَوْمَ الْقِيَامَةِ: سَيُعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ مِنْ أَهْلِ الْكَرَمِ ﷺ فَقِيْلَ: وَمَنْ أَهلُ الْكَرَمِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَجَالِسُ الذِّكْرِ فِي الْمَسَاجِدِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: قیامت کے دن اکٹھا ہونے

[1] مسند أحمد، باقی مسند المکثرین، مسند أبی سعید الخدری رضی الله تعالی عنه

والوں کو پتہ چلے گا کہ بزرگی اور سخاوت والے کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! بزرگی والے کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں مجالسِ ذِکر منعقد کرنے والے۔

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

ترجمہ: یہ نبیّ (مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں

(الأحزاب، 33:6)

عالم امر کا دوسرا لطیفہ، لطیفہ روح

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا روح جسم انسانی میں عالم امر کا دوسرا لطیفہ ہے جس کا دروازہ دائیں پستان سے دو انگشت نیچے ہے اور یہ فی نفسہ ایک نورانی باریک زندہ متحرک جسم ہے جو اعضاء انسانی میں اس طرح نفوذ کرتا ہے جیسے پتے میں پانی۔

روح کے نفوذ کے ساتھ جسم انسانی میں ایک لطیف جوہر زندگی پیدا ہوتا ہے جسے نفس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[1] کہ ارشاد ربانی ہے، لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ[2] اس میں احسن تقویم تو روح کی حالت ہے اور اسفل السافلین نفس امارہ کی حالت ہے۔ اب اس نفس امارہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر راضی اور اس کی مرضی والا اطاعت و بندگی میں ڈھلا ہوا بنانے کے لئے روح سے نور (ذکر اللہ) اللہ تعالیٰ کی ثمانیہ ثبوتیہ صفات کے نور کا مظہر چاہیے یعنی روح جب ذکر اللہ کرتی ہے تو نفس کا تحرک آمادگی سے اطاعت میں ڈھلتا ہے فتاویٰ عزیزیہ میں حضرت عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بدن کا محرک روح ہے، روح کا محرک نور اور نور کا محرک ذات۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر اول، مکتوب نمبر 260، مکتوب نمبر 99

[2] التین: 5،4

روح کی یہ حالت "تعلق بالبدن" بمطابق ارشاد ربانی "وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ"[1]

جب مرشد کریم کی اجازت سے ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو جسم میں ذاکر قلب سے

اس کو صفات فعلیہ مثلاً رزاق، تواب، غفار، رحمٰن، منعم اور وہاب کا علم حاصل ہوتا

ہے اور اس کے اندر اللہ کی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ کا نور حاصل ہوتا ہے جس کے

اثرات نفس امارہ پر پڑتے ہیں تو وہ اپنی چاہت سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی صفات سے

آگاہی اور شعور حاصل کرنے سے ذات خدا سے محبت میں سرشار ہو کر مغلوب ہوتا

ہے تو اطاعت میں ڈھلتا ہے۔

فائدہ و اثرات

نفسِ انسان قلب اور روح کے ذکر کی وجہ سے اپنی خواہشوں سے تائب ہونا شروع

ہوتا ہے، بلکہ اپنی مرضی جو اللہ کی منشاء کے خلاف ہوتی ہے، اسے بھی اللہ کی مرضی

میں ڈھالتا ہے۔ اب شرعی احکام سے اس کا باطنی انکار اقرار میں تبدیل ہوتا ہے اور یہ

اطمینان حاصل کرنے کے قریب ہوتا ہے۔

[1] الحجر: ۲۹

قلب اور روح کے ذکر سے انسان کے کردار میں سکون، غصہ اور شہوت کا دور ہونا اور عبادت کی طرف میلان ظاہری سنتوں اور لباس شریعت کا رغبت سے اختیار کرنا شامل ہو جاتا ہے۔

لطیفہ روح میں اللہ کی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ کا نور آتا ہے یہ اللہ تعالی کی وہ صفات ہیں جن کا الٹ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ نہیں موسوم ہو سکتا، ان صفات میں (1) حیات (2) علم (3) قدرت (4) سماعت (5) بصارت (6) کلام (7) ارادہ (8) تکوین، شامل ہیں۔ اسکی تاثیر غصّہ و غضب کی کیفیّت میں اعتدال اور طبعیت میں اصلاح و سکون کی کیفیت کا ظہور ہے۔

روح کا قرآنِ کریم اور تفاسیر میں تذکرہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے،

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَ مَآ أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا [1]

ترجمہ: اور یہ (کفّار) آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، فرمادیجئے: روح میرے رب کے امر سے ہے۔ اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

---

[1] بنی اسرائیل: 85

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي[1]

ترجمہ: پھر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں۔

دل عليه الكتاب والسنة واجماع الصحابة وادلة العقل إِنَّهُ جِسْمٌ مُخَالِفٌ بِالْمَاهِيَّةِ لِهَذَا الْجِسْمِ الْمَحْسُوسِ، وَهُوَ جِسْمٌ نُورَانِيٌّ عُلْوِيٌّ خَفِيفٌ حَيٌّ مُتَحَرِّكٌ، يَنْفُذُ فِي جَوْهَرِ الْأَعْضَاءِ، وَيَسْرِي فِيهَا سَرَيَانَ الْمَاءِ فِي الْوَرْدِ، وَسَرَيَانَ الدُّهْنِ فِي الزَّيْتُونِ، وَالنَّارِ فِي الْفَحْمِ[2]

ترجمہ: کتاب و سنت اجماع صحابہ اور عقلی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ روح ایک جسم ہے جو اس محسوس جسم سے ماہیئت میں مخالف ہے۔ ایک نورانی علوی باریک زندہ متحرک جسم ہے جو انسانی اعضاء میں اس طرح نفوذ کرتا ہے جیسا کہ ورق گلاب میں پانی اور زیتون کے دانوں میں تیل اور انگاروں میں آگ ۔

[1] الحجر 29

[2] تفسیر المنار

وقال قوم: هو جسم لطيف يحيا به الإنسان. وقيل: الروح معنى اجتمع فيه النور الطيب والعلم والعلو والبقاء إلا ترى أنه إذا كان موجوداً يكون الإنسان موصوفاً بجميع هذه الصفات إذا خرج منه ذهب الكل[1]

ترجمہ: ایک قوم نے کہا ہے کہ یہ روح ایک لطیف جسم ہے جس سے انسان زندہ رہتا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ معنوی چیز ہے جس میں نور، خوشبو، علم برتری اور بقاء جمع کئے گئے ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب یہ موجود ہوتی ہے تو انسان مذکورہ صفات سے متصف ہوتا ہے اور جب یہ نکل جاتی ہے تو یہ تمام صفات نکل جاتی ہیں۔

روح کے پانچ احوال

وقال محمد اسماعيل حقي البروسوي رحمه الله تعالى وللروح خمسة احوال. حالة العدم قال الله تعالى هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ الآية. وحالة الوجود في عالم الأرواح قال الله تعالى (خلقت الأرواح قبل الأجساد بألفي سنة) وحالة التعلق قال وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي. وحالة المفارقة قال كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. وحالة الاعادة قال سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى

[1] تفسیر الخازن المسمی لباب التأویل فی معانی التنزیل

اما فائدة حالة العدم فلحصول المعرفة بحدوث نفسه وقدم صانعه. واما فائدة حالة الوجود فی عالم الأرواح فلمعرفة الله بالصفات الذاتية من القادرية والحياتية والعالمية والموجودية والسميعية والبصيرية والمتكلمية والمريدية. واما فائدة تعلقه بالجسد فلاكتساب كمال المعرفة فی عالم الغيب والشهادة من الجزئيات والكليات. واما فائدة نفخ الروح فی البدن فلحصول المعرفة بالصفات الفعلية من الرزاقية والتوابية والغفارية والرحمانية والرحيمية والمنعمية والمحسنية والوهابية. واما فائدة حالة المفارقة فلدفع الخبائث التی حصلت للروح بصحبة الأجسام ولشرب الذوق فی مقام العندية. واما فائدة حالة الاعادة فلحصول التنعمات الاخروية.[1]

ترجمہ: محمد اسماعیل حقی رحمہ اللہ علیہ نے کہا ہے روح کے پانچ احوال ہیں۔ ۱۔ حالۃ العدم۔ ۲۔ حالۃ الوجود فی عالم الارواح۔ ۳۔ حالۃ التعلق۔ ۴۔ حالۃ المفارقت۔ ۵۔ حالۃ الاعادۃ

[1] تفسیر روح البیان

پہلی حالت، حالت العدم۔ اللہ تعالی فرماتا ہے،

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا[1]

ترجمہ: بیشک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔

دوسری حالت، حالت وجود کا عالم ارواح میں ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ قَالُوْا بَلٰىۚۛ شَهِدْنَاۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ[2]

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ ہم کہیں قیامت کے دن کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی۔

تیسری حالت، حالت تعلق بالبدن کی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ[3]

[1] الانسان: 1

[2] الاعراف: 172

[3] الحجر: 29

ترجمہ: پھر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں۔

چوتھی حالت، حالت مفارقت اور جدائی کی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ [1]

ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے، اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا، اور دنیا کی زندگی تو یونہی دھوکے کا مال ہے۔

پانچویں حالت دوبارہ پیدا ہونے اور تعلق قائم کرنے کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ [2]

ترجمہ: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔

[1] آل عمران: 185

[2] السجدۃ: 11

حالت عدم کا فائدہ یہ ہے کہ اس نفس کو اپنے حادث اور اپنے صانع (اللہ تعالی کے قدیم ہونے کی معرفت حاصل ہو گی اور عالم ارواح میں وجود کا فائدہ یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالی کی صفات ذاتیہ مثلا قادریت، حیات، علم، موجودیت، سامعیت بصریت، تکلم اور ارادہ کی معرفت حاصل ہو جائے گی اور بدن کے ساتھ تعلق کی صورت میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ عالم غیب اور عالم شہادت میں جزئیات وکلیات کے بارے میں اللہ تعالی کی کمال معرفت کا علم حاصل ہو جائے گا۔

اور بدن میں روح پھونکنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ صفات فعلیہ مثلاً رازق، تواب، غفار، رحمان، منعم اور وہاب ہونے کا علم حاصل ہو جائے گا۔ اور بدن سے مفارقت کی صورت میں یہ فائدہ ہو گا کہ روحانی خبائث کو دفع کرے گا اور حالت اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ اُخروی نعمتیں حاصل کرے گا۔

عالم امر کے دیگر لطائف: سِر، خفی اور اخفیٰ

لطیفہ سِر

جیسا کہ پہلے ان لطائف کے بارے میں بیان ہو چکا ہے، لطیفہ سِر اللہ تعالیٰ کی شیونات کو اپنے اندر حمل کر کے نفس انسان کو ان کی آگاہی دیتا ہے۔ ان شیونات سے آگاہ ہونے سے انسان کی باری تعالیٰ سے محبت بہت بڑھ جاتی ہے تو وہ اپنی ہر چیز اللہ پر قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ یہ لطیفہ اولوالعزم نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رازوں یعنی عجب معجزات سے مزین کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شیونات کا نور حضور ﷺ سے حضرت موسی علیہ السلام کو عطا کیا گیا تھا۔

فائدہ و اثرات

لطیفہ سِر کی فناء پر اللہ تعالیٰ کی شیونات کا ظہور ہے، اس کی تاثیر طمع اور حرص کے خاتمے نیز دینی اُمور کے معاملے میں بلا تکلّف مال خرچ کرنے اور فکرِ آخرت کے جذبات کی بیداری سے ظاہر ہوتی ہے۔

انسان کے کردار میں اپنے سے زیادہ ترجیح اپنے مالک کی بنتی ہے تو اس سے حرص اور لالچ دور ہوتے ہیں صدقہ و خیرات، انفاق فی سبیل اللہ کی طرف رجحان بڑھتا ہے جو

اسے احکامات شریعت پر بلا تکلف عمل میں ڈھالتا ہے اب صبر، توکل اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول بڑھ جاتا ہے۔

لطیفہ خفی

لطیفہ خفی میں صفات سلبیہ کا ظہور ہے (صفات سلبیہ سے مراد وہ صفات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب ہونے کی نفی کی ہے)، ان میں سے کچھ صفات درج ذیل ہیں۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ[1]

ترجمہ: اس کا کوئی شریک نہیں۔

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ[2]

ترجمہ: اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ[3]

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں۔

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ[4]

---

[1] الانعام:163

[2] البقرۃ:255

[3] الشوریٰ:11

[4] الاخلاص:3

ترجمہ: نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔

وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ[1]

ترجمہ: اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ[2]

ترجمہ: اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا۔

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ[3]

ترجمہ: اس کی عورت نہیں۔

فائدہ و اثرات

اس لطیفہ میں اللہ تعالٰی کی سلبیہ صفات کا نور جب ذکر کی شکل میں داخل ہوتا ہے تو ان صفات کی آگاہی اس کے کردار سے حسد، بغض، عناد، کینہ وغیرہ دور کر دیتی ہے، اب نفس انسان اللہ تعالٰی کی تقسیم پر راضی ہو کر اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ یہ لطیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے آپ علیہ السلام کا پیدا ہونا بھی معجزہ

[1] الاخلاص:4

[2] المومنون:91

[3] الانعام:101

خداوندی کی سلبیہ صفات کا مظہر ہے اور ان صفات کا نور آپ علیہ السلام کی ذات اقدس نے حضور ﷺ سے بھرپور انداز میں پایا تھا۔

لطیفہ اخفیٰ

لطیفہ اخفیٰ میں اللہ تعالیٰ کے مراتب ذات ''شان جامع'' کا نور داخل ہوتا ہے تو نفس انسان اس سے مزین ہو کر نہایت مغلوب ہو جاتا ہے احسان مندی کے احساس سے بلا تکلف جھکتا ہے اور اطاعت و فرمانبرداری، عاجزی کا نمونہ بن جاتا ہے۔ یہ لطیفہ حضور ﷺ کے اپنے زیر قدم ہے۔ آپ ﷺ کا مبدا التعین مراتبِ ذات میں سے ایک مرتبہ "شانِ جامع" ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

یا جابر! ان اللہ تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ[1]

ترجمہ: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

[1] مواهب اللدنيه جلد اول،

فائدہ و اثرات

لطیفہ اخفیٰ کے ذکر سے انسان سے تکبر، عجب دور ہو جاتا ہے عاجزی اور اطاعت کامل ملتی ہے عزیمت پر عمل، مستحبات بھی اتنے پیارے ہوتے ہیں جیسے لزوم سنت۔

لطائف سر، خفی اور اخفیٰ کا قرآنِ کریم اور تفاسیر میں تذکرہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى

ترجمہ: اور اگر آپ ذکر و دعا میں جہر (یعنی آواز بلند) کریں (تو بھی کوئی حرج نہیں) وہ تو سر (یعنی دلوں کے رازوں) اور اخفی (یعنی سب سے زیادہ مخفی بھیدوں) کو بھی جانتا ہے (تو بلند التجاؤں کو کیوں نہیں سنے گا)۔

علامہ عارف باللہ محمد اسماعیل حقی رحمہ اللہ اسی آیت کے ضمن میں تفسیرِ روح البیان میں لکھتے ہیں

قال الله تعالى (وان تجهر بالقول فانه يعلم السر واخفى الآية. سورة طه آيت؛ وقال العلامة العارف بالله تعالى محمد اسماعيل حقى رحمه الله تعالى السر باصطلاح اهل التحقيق لطيفة فوق القلب وهو معدن اسرار

الروحانية والخفى لطيفة بين الروح والحضرة الالهية وهر مهبة انوار الربوبية وجملتها المشاهدات والمكاشفات وحقائق العلوم الدينية.[1]

ترجمہ: سِر (اہل تحقیق کی اصطلاح) میں ایک لطیفہ ہے جو قلب کے اوپر ہے کہ اسرار روحانی کا خزانہ ہے اور خفی روح اور حضرت الٰہیہ کے درمیان ایک لطیفہ ہے جو انوار ربوبیت کا مہبت (جائے نزول) ہے من جملہ اس میں سے مشاہدات مکاشفات اور حقائق علوم دینیہ ہیں۔

قاضی ثنا اللہ پانی پتی اسی آیت کے ضمن میں تفسیرِ مظہری[2] میں لکھتے ہیں کہ اہل تصوف کے نزدیک سِر اور اخفیٰ ان پانچ غیر مادی چیزوں میں سے دو چیزوں کے نام ہیں جو مجرد از مادہ ہیں بنظر کشف بالائے عرش ان کو دیکھا جاسکتا ہے البتہ ان کے جلوے انسانی جسم میں نمودار ہوتے ہیں۔ پانچ مجردات کے نام یہ ہیں قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ۔ ولایت آدم کے انوار کی جلوہ گاہ قلب ہے۔ ولایت نوح کی تجلیات کی منزل روح ہے یہی ولایت ابراہیمی کا مہبط انوار ہے۔ سِر، ولایت موسوی کی تجلیات

[1] روح البیان، سورۃ طٰہٰ:7

[2] تفسیرِ مظہری، سورۃ طٰہٰ:7

کی منزل ہے اور خفی، ولایت عیسیٰ کے انوار کی فروگاہ ہے اور اخفیٰ، ولایت محمدیہ کے انوار قدسیہ کی جلوہ گاہ ہے۔

تفسیر بیضاوی[1] میں باالقَوْلِ سے ذکر الٰہی اور دعا مراد لی گئی ہے اور فرمایا ہے کہ اس آیت میں اس پر تنبیہہ کی گئی ہے کہ ذکر و دعا میں جہر اللہ تعالیٰ کو سنانے کے لیے نہیں ہے بلکہ ذکر کو نفس میں راسخ کرنے اور نفس کو غیر کے ساتھ مشغولی سے روکنے اور باز رکھنے کے لیے ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

وبلسان الاشارة بيوت الله عبارة عما يذكر فيه الحق من النفس والقلب و الروح والسر والخفى فذكره بيت النفس الطاعات وذكر بيت القلب التوحيد والمعرفة وذكر بيت الروح الشوق والمحبة وذكر بيت السر المراقبة والشهود وذكر بيت الخفى بذل الوجود وترك الموجود[2]

ترجمہ: اور اشارات کی زبان میں بیوت اللہ سے مراد یہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے یعنی نفس، قلب، روح، سر اور خفی۔ بیت نفس کا ذکر

[1] تفسیر بیضاوی، سورة طه:7

[2] مرقاة، جلد1، ص271، از ملا علی قاری

طاعات ہیں اور بیت قلب کا ذکر توحید اور معرفت ہے، بیت روح کا ذکر شوق و محبت ہے اور بیت سر کا ذکر مراقبہ اور شہود ہے، بیت خفی کا ذکر اپنے وجود کا صرف کرنا (نظروں سے محو کرنا) اور موجود کو ترک کرنا۔

حضرت شاہ فقیر اللہ بن عبدالرحمن علوی نقشبندی اپنی کتاب "قطب الارشاد" میں فرماتے ہیں[1]

اعلم ان اللہ تعالیٰ خلق فی الانسان ستۃ لطائف بل عشرۃ الخمسۃ منھا من عالم الامر۔ وھی القلب والروح والسر والخفی والاخفی والخمسۃ ومن عالم الخلق وھی النفس واعناصر الاربعۃ واختلفوا فی انھا اعتبارات وجھات النفس الناطقۃ او حقائق علیحدۃ بحیالھا ذھب قبلتنا الروحانی المجدد للالف الثانی الی ان اللطائف الستۃ ھی حقائق منفردۃ بحیالھا کما ھو ظاھر کلامہ وکلام اتباعہ وذھب الشیخ ابن العربی الاندلسی الی انھا اعتبارات وجھات النفس الناطقۃ وتبعہ کثیر من العلماء ثم لکل لطیفۃ من ھذہ اللطائف ارتباط بعضو من الجسد فالقلب تحت الثدی الایسر باصبعین

[1] قطب الارشاد جز، ص438، بحوالہ تبیان فی دقائق السلوک والاحسان، ص178

والروح تحت الثدی الایمن بحذاء القلب والسر فوق الثدی الایمن مائلاً الی وسط الصدر والخفی فوق الثدی الایمن مائلاً الا الوسط والاخفی فوق الخفی والسر فی الوسط والنفس فی البطن الاول من الدماغ وتسمیة ھذہ المواضع باسم اللطائف مجازا من قبیل تسمیة المحل باسم الحال کما فی قولہ تعالیٰ (واما الذین ابیضت وجوھھم فی رحمة اللہ) الایة - ای فی جنة اللہ التی تحل فیھا الرحمة - ثم لکل لطیفة منھا نور بظھر فی عالم المثال عند صفاتھا وظھور ذلك النور علامة صفاتھا فنور القلب احمر ونور الروح اصفر ونور السر ابیض ونور الخفی اسود ونور الاخفی اسود غایة السوداء وقبل اخضر ونور النفس علی لون رمادی

ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں چھ لطائف پیدا کئے ہیں بلکہ دس ہیں ان میں سے پانچ عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں جو قلب، روح، سر، خفی اور اخفی ہیں اور پانچ کا تعلق عالم خلق میں سے ہے، وہ نفس اور عناصر اربعہ (باد، خاک، آب، آگ) ہیں۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ صرف تعبیرات ہیں اور نفس ناطقہ کی مختلف جہتوں کے نام ہیں یا ہر ایک علیحدہ وجود بھی رکھتا ہے۔ تو ہمارے روحانی قبلہ

مجدد الف ثانیؒ کی رائے یہ ہے کہ لطائف ستہ (چھ لطائف) اپنی ذات میں الگ الگ حیثیت کے حامل حقائق ہیں، جیسا کہ یہ بات ان کے کلام سے واضح ہے اور ان کے متبعین کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور شیخ ابن عربی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تعبیرات اور نفس ناطقہ کی مختلف جہات ہیں اور ان کی متابعت بہت سے علماء نے کی ہے۔ ان میں سے ہر لطیفہ کا انسانی اعضاء میں سے کسی ایک کے ساتھ ربط و تعلق ہے۔ قلب بائیں پستان سے دو انگل کے برابر نیچے ہے۔ روح دائیں جانب پستان کے نیچے ہے جو کہ قلب کے متوازی ہے اور سر بائیں پستان کے اوپر وسط صدر کی جانب مائل ہے اور خفی دائیں پستان کے اوپر وسط صدر کی طرف مائل ہے۔ اور اخفی خفی اور سر کے اوپر وسط صدر میں ہے اور نفس دماغ کے بطن اول میں ہے۔ ان مواضع کا نام لطائف کے نام سے مجازی ہے جو حال کے نام سے محل کو موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جن کے چہرے سفید ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔ یعنی جنت میں ہوں گے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت جاری وساری ہو گی۔

پھر ہر لطیفے کا اپنا نور ہے جو اس کی صفائی کی وجہ سے عالم مثال میں ظاہر ہوتا ہے اور اس نور کا ظہور اس کی صفائی کی علامت ہے نور قلب سرخ ہے نور روح زرد ہے نور سر سفید ہے اور نور خفی سیاہ ہے اور اخفیٰ کا نور بہت زیادہ سیاہ ہے کسی نے کہا ہے کہ سبز ہے اور نفس کا نور خاکی رنگ کا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے۔

عالم خلق کے لطائف، لطیفہ نفس اور لطیفہ قالب

قرآن و حدیث اور لغتِ عرب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نفس ہی اصلِ انسان ہے اور یہی انسان سے صادر ہونے والے اقوال اور افعال کا موجب ہوتا ہے۔ نفس ہی کی وجہ سے انسان تمام افعال کا مرتکب ہوتا ہے۔ علم و عقل اسی کا حصہ ہیں۔ انسان کی شخصیت اور کردار اسی سے بنتا ہے۔ اور انسان کے قول اور فعل اسکی شخصیت اور کردار کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ نفسِ انسان کے بارے میں تفصیل کے لیے ہماری کتاب الاربعین فی معرفة النفس وتزکیتها کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

نفس کی حالتیں

قرآن مجید میں نفس کی 6 حالتوں کا ذکر بھی موجود ہے۔

نفس امارہ

اس حالت میں نفس انسان کو مکمل طور پر سرکش اور نافرمان بنادیتا ہے اور سرکشی اور رو گردانی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور اپنے رب سے دور ہونے کے لئے اکساتا ہے اور فقط اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے تیار رکھتا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ[1]

ترجمہ: بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔ مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

اسی کے متعلق بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قَالُوْ وبلیٰ اساں کنیں سنیا، اسیں گونگے بولے ناسے
کن فیکون تے کل دی گل ھے، اساں اوس توں پہلاں ھاسے
لا مکان، مقام اساڈا، ہاں آن بتاں وچ پھاسے
نفس پلید پلید کیتا اساں اصل پلید نہ ہاسے
فرقت خیر خراب کیتا نہ تاں ذاتی ہاسے خاصے

نفس لوامہ

اس حالت میں نفس کو علم اور عقل تو ہوتی ہے مگر نیکی اور برائی کے علم ہونے اور عقل ہونے کے باوجود یہ ملامت تو کر سکتا ہے لیکن اس کو نافرمانی اور سرکشی سے روک نہیں سکتا یہ بمقابلہ نفس امارہ کے کئی درجے بہتر ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

[1] الیوسف: 53

وَ لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ[1]

ترجمہ: اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر ملامت کرے۔

نفس ملہمہ

اس حالت میں نفس میں نیکی اور تقویٰ کی طرف رغبت اور میلان اور برائی کی نفرت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے مگر یہ بھی انسان کو برائی سے روک نہیں سکتا۔ اس کے حوالے سے قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا[2]

ترجمہ: قسم ہے جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا۔ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی۔

نفس مطمئنہ

اس حالت میں نفس بری خصلتوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور بندے کا میلان اپنے بنانے والے کی طرف ہو جاتا ہے اور از خود مطمئن ہوتا ہے کہ وہ برائی سے دور

---

[1] القیامۃ:2

[2] الشمس: 8،7

اور اپنے رب کی طرف مائل ہے۔اس حالت کے متعلق قرآن مجید میں اس طرح خطاب ہوتا ہے۔

يَآاَيَّتُهَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ[1]

ترجمہ:اے اطمینان والی جان۔

نفس راضیہ مرضیہ

بندہ جب نفس مطمئنہ کی حالت سے آگے بڑھ کے حقیقی اطاعت باری تعالیٰ کی منازل طے کرتا ہے اور اپنی منشاء اور مرضی کو اپنے پیدا کرنے والے مالک حقیقی کی منشاء اور مرضی میں بدل دیتا ہے تو پھر یہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قرآن میں یوں مخاطب ہوتا ہے۔

اِرجِعِی اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرضِیَّةً[2]

ترجمہ :اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

[1] الفجر: 28

[2] الفجر: 29

نفس کاملہ

نفس کی وہ حالت جس میں بندہ نہ صرف خود اپنے ہونے کا مقصد پورا کرتا ہے بلکہ اسکی صحبت اور سنگت دوسروں کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ انہی نفوس قدسیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا[1]

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین، شہداء اور صالحین یہ تمام نفوس کاملہ ہیں۔

لطیفہ نفس کا ذکر

نفس انسانی کی تخلیق کا مقصد فقط عبادتِ خداوندی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے،

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[2]

[1] النساء: 69

[2] الذاریات 56:51

ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

جس کی عبادت کی جائے اسے یاد رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے ارشادِ ربانی ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ[1]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری (عاجزی) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔

اس نفسِ انسانی تک اللہ عزوجل کی معرفت پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا نور لطائفِ قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ میں پہنچا کر اسے معرفت عطا فرمانے کا انتظام کیا ہے۔ جب نفس انسان تک یہ معرفت پہنچتی ہے تو اسکے ثمرات نفس کی حالت کی تبدیلی کا مظہر بنتی ہے۔ مرشد کامل کی اجازت سے اس نفس کو ذکر اس کے مرکز (دروازے) سے جو اکابرین نے اپنے کشف سے معلوم کیا، ملتا ہے۔ یہ دروازہ ماتھے پر درمیان میں بالوں کی جڑوں کے ساتھ واضح ہے۔ اب نفسِ انسان اسم ذات کے ذکر کی حلاوت سے مزین ہوتا ہے تو اس کا میلان مسمیٰ یعنی ذات خدا کی طرف ہوتا ہے۔ اب یہ اپنی محبت سے نکل کر اللہ کی محبت میں ڈھلتا ہے۔ اب اس کی اپنی

---

[1] الاعراف 205:7

چاہت اور خواہش نہیں بلکہ اپنے صانع، اپنے مالک اپنے مربی اپنے رب کی چاہت اور خواہش مقدم ہو جاتی ہے تو اسے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ اب نفس مطمئنہ کہلاتا ہے۔ اس حالت میں ذکر اللہ کا نور اسے ایسی روشنی عطا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی معرفت اسے اسکی عنایات سے روشناس کرواتے ہوئے، اسکی خوشنودی میں ڈھال دیتی ہے۔ اب یہ نفسِ راضیہ بن جاتا ہے۔

اس کا کردار، اقوال وافعال اب اللہ تعالیٰ کی مرضی میں ڈھل جاتے ہیں۔ اب یہ رضاو رغبت بلا تکلف احکامِ الٰہی یعنی شریعت مطہرہ کا نمونہ بن جاتا ہے جو دیکھنے میں نفسِ مرضیہ کہلاتا ہے۔ اب اطاعت خداوندی نہایت محبت کے غلبہ سے بلا تکلف ادا ہونے سے عبادت کا روپ اختیار کرتی ہے۔

قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ کے ذکر سے نفسِ انسان اتنا مزکیٰ ہوتا ہے کہ نہایت فرمانبرداری، بلا تکلف اطاعت یعنی کہ اللہ کی بندگی اختیار کرتا ہے، تو اسے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اب مطمئن نفس اللہ کی رضا پر راضی ہو کر "راضیہ" اور اس کی مرضی میں ڈھل کر "مرضیہ" کی منازل طے کر کے اللہ کی چاہت اور دوستی میں اتنا قرب حاصل کرتا ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مروی ہے۔

عن أنس رضی الله عنه قال، جاء ناس إلى النبی صلی الله علیه وسلم أن ابعث معنا رجالاً یعلمونا القرآن والسنة، فبعث إلیهم سبعین رجلاً من الأنصار یقال لهم، القراء، فیهم خالی حَرَامٌ، یقرؤون القرآن، ویتدارسون باللیل یتعلمون، وکانوا بالنهار یَجِیئُون بالماء، فیضعونه فی المسجد، ویحتطبون فیبیعونه، ویشترون به الطعام لأهل الصُّفَّةِ، وللفقراء، فبعثهم النبی صلی الله علیه وسلم فَعَرَضُوا لهم فقتلوهم قبل أن یبلغوا المکان، فقالوا، اللهم بلِّغْ عَنَّا نبینا أنا قد لَقِینَاك فرضینا عنك ورَضِیتَ عَنَّا، وأتى رجلٌ حَرَاماً خال أنس من خلفه، فطعنه برُمْحٍ حتى أَنْفَذَهُ، فقال حَرَامٌ فُزْتُ ورَبِّ الکعبة، فقال رسول الله -صلی الله علیه وسلم، إن إخوانکم قد قُتِلُوا وإنهم قالوا: اللهم بلغ عنا نبینا أنا قد لقیناك فرضینا عنك ورضیت عنا[1]

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیج دیں جو (ہمیں) قرآن اور سنت کی تعلیم دیں۔ آپ نے ان کے ساتھ ستّر (70) انصاری صحابہ بھیج دیے جنہیں قرّاء کہا جاتا تھا۔ ان میں میرے ماموں

[1] متفق علیه

حضرت حرام (بن ملحان) رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ لوگ رات کے وقت قرآن پڑھتے تھے، ایک دوسرے کو سناتے تھے، قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، اور دن کو مسجد میں پانی لاکر رکھتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں لاکر فروخت کرتے اور اس سے اصحاب صفہ اور فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں ان (آنے والے کافروں) کی طرف بھیجا اور انہوں نے منزل پر پہنچنے سے پہلے (راستے ہی میں دھوکے سے) ان پر حملہ کردیا اور انہیں شہید کردیا، اس وقت انہوں نے کہا: ''اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچادے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہوگئی ہے، ہم تجھ سے راضی ہوگئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہوگیا ہے''۔ اس سانحے میں ایک شخص نے پیچھے سے آکر انس رضی اللہ عنہ کے ماموں، حرام (بن ملحان) رضی اللہ عنہ کو اس طرح نیزہ مارا کہ وہ آر پار ہوگیا تو انہوں نے کہا ''رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا''، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''تمہارے بھائی شہید کردیے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے ''اے اللہ! ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچادے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کرلی ہے، ہم تجھ سے راضی ہوگئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہوگیا ہے۔

اسی بات کو اقبال رحمہ اللہ لکھتے ہیں،

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے خود سے پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے[1]

فائدہ واثرات

ایسا شخص فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات پر عمل پیرا ہو کر متابعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ بنتا ہے تو اللہ عزو جل کا محبوب بن جاتا ہے۔ تزکیہ نفس والا انسان ذوق عبادت میں اتنا مگن ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا کیف اس کا ہاتھ کان اور آنکھ بن جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم إِنَّ الله تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَیَّ عَبْدِی بِشَیْئٍ أَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهِ، وَ

[1] بال جبریل، غزلیات، حصہ دوم، غزل نمبر 33

بَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ.[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جو میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت و دشمنی رکھے گا میں اُس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ میری کسی ایسی محبوب چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا جو میں نے اس پر فرض کی ہیں، اور بندہ ہمیشہ نوافل (کی کثرت اور فراوانی) کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں۔ پس جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ چلتا ہے اور اگر وہ محبوب بندہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں اسے ضرور بالضرور مطلوبہ چیز دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو ضرور بالضرور اس کو پناہ اور تحفظ مہیا کروں گا۔

[1] بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب التواضع

لطیفہ قالب کا ذکر

انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[1]

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

اس لئے انسان کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے اسے عالم کبیر (یعنی کہ کائنات) کا خلاصہ یعنی عالمِ صغیر کہا ہے[2]۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ عالم خلق کی جن اشیاء سے انسان مرکب ہے اور اس کے نفس کے غدود جن اشیاء سے یہ مرکب ہے وہ ہوا، پانی، آگ اور مٹی ہیں۔ انہیں عناصر اربعہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے[3]۔ یہ عناصر اپنی خصلتوں کی وجہ سے انسانی نفس کے کردار کو متعین کرتی ہیں مثلا

- عنصر ہوا کی وجہ سے انسان میں اکھاڑ پچھاڑ، اسے غصہ ور، حق سے رو گرداں، لاابالی وغیرہ بناتا ہے۔

---

[1] البقرة 2:30

[2] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر اوّل۔ مکتوب 34

[3] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر سوم مکتوب نمبر11 ، ، دفتر اوّل، مکتوب 260

- عنصر پانی ہر چیز اپنے اندر ہڑپ کرنے کی خصلت سے انسان میں حرص، ہوس، لالچ وغیرہ کا سبب بنتا ہے۔
- عنصر آگ اپنے جلانے کی فطرت سے اس کے اندر حسد، کینہ، بغض، نفرت وغیرہ کا باعث بنتا ہے۔
- عنصر مٹی اپنے چیڑپن کی بناپر، تکبر، عجب وغیرہ کا باعث بنتی ہے۔

جب مرشدِ کامل کے اذن سے ان عناصر اربعہ کو ذکر اللہ کی روشنی ملتی ہے تو انسان سے یہ رذائل، اوصافِ حمیدہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ تبدیلی اس ذکر اور نور کے بغیر ممکن نہیں ہوتی اور اس ذکر اور نور کا اصل ماخذ مرشد حقیقی، محبوب خدا، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذاتِ پاک ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے،

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاق [1]

ترجمہ: میں تو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس آپ ﷺ پر ایمان لانے یعنی بیعت کے بعد فوری طور پر اطمینان حاصل کر لیتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کی صحبت انہیں ان عناصر کا تزکیہ عطا فرمایا کرتی تھی۔

[1] .طاامام مالك، باب حسن الاخلاق

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں [1] کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی نسبت میں آنے پر آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک سینہ پر رکھتے ہی سب جگہ، سب لطائف ذاکر ہو جاتے تھے اور آپ ﷺ کی صحبت اور توجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے "عناصر اربعہ" کا تزکیہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیتے ہوئے اسی طرح توجہ فرمائی۔

حدیث پاک میں مزکور ہے،

عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ حَاضِرٌ يُصَدِّقُهُ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : هَلْ فِيكُمْ غَرِيبٌ يَعْنِي أَهْلَ الْكِتَابِ، قُلْنَا : لَا، يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَمَرَ بِغَلْقِ الْبَابِ وَقَالَ : ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَقُولُوا : لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَرَفَعْنَا أَيْدِيَنَا سَاعَةً ثُمَّ وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بَعَثْتَنِي بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ وَأَمَرْتَنِي بِهَا وَوَعَدْتَنِي عَلَيْهَا الْجَنَّةَ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، ثُمَّ قَالَ : أَلَا أَبْشِرُوا فَإِنَّ اللهَ عزوجل قَدْ غَفَرَ لَكُمْ [2]

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر اوّل، مکتوبات نمبر21، 58، 66، 90

[2] مسند احمد، مُسْنَدُ الشَّامِيِّينَ، حَدِيثُ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ

ترجمہ: حضرت یعلی بن شداد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی موجودگی اور تصدیق کے ساتھ میرے والد حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی: ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کوئی غیر مذہب آدمی ہے؟ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کوئی اہلِ کتاب۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اپنے ہاتھ اُٹھاؤ اور کہو: ''لا الہ الاّ اللہ'' ہم نے پل بھر کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ نیچے کر لیے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے، اے اللہ! تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا اور اس کا مجھے حکم دیا اور تو نے اس کے عوض مجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا: لوگو! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔

آپ ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آنا تو اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ نظام ہدایت میں انسانوں تک ہدایت آپ ﷺ کے خلفاء کے ذریعے قیامت تک پہنچتی رہے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے،

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.[1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

ہادی دو عالم ﷺ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کی۔ واضح طور پر فرمایا گیا کہ رحمت کی تلاش

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل

ہو تو محبین اور عارفین کے قرب میں چلے آؤ۔ اور پھر ان صادقین کی صحبت کو لازم پکڑے رہو۔ ان کی سنگت دائمی طور پر اختیار کیے رکھو تاکہ رحمتوں کا رخ تمہاری جانب رہے اور تمہیں تزکیہ نفس حاصل ہو جائے، خشیت الٰہی تمہارے قلوب کا حصہ رہے۔ تاکہ ترکِ معصیت اور اصلاح احوال بلا تکلف عمل میں جاری ہو سکے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں انقلاب آقا کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ کے فیض سے تھا۔ پیرِ کامل کے ساتھ نسبت اختیار کرنے اور اس فیض رساں صحبت کو اختیار کئے رکھنے کا اعجاز تھا کہ انہیں رضائے الٰہی کی سند عطا ہوئی اور قرآن میں متعدد مقامات پر انہیں رضی اللہ عنہم سے پکار کر یہ اعزاز عطا کیا گیا۔ سلسلہ نبوت پورا ہونے کے بعد بھی تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور بندگی کے حصول کا یہی طریقہ جاری رہا اور قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگیِ خداوندی حاصل کی رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کیلئے یونہی جاری و ساری کر دیا گیا۔

فائدہ و اثرات

قالبی ذکر کے اثرات انسان کے کردار پر شریعت مطہرہ پر عزیمت کے ساتھ عمل میں نظر آتے ہیں۔ اب انسان برے اوصاف کی جڑ سے صفائی (تزکیہ) کے باعث کامل طہارت حاصل کرلیتا ہے اور ملکوتی اوصاف سے مزین ہوتا ہے۔ ان عناصر کا تزکیہ اسے ملکوتی صفات میں ڈھال کر ولایت ملاء الاعلیٰ میں داخل فرما دیتا ہے۔ ایسے لوگ محفوظ عن الخطاء ہو جاتے ہیں جیسا کہ اکابرین سلف صالحین لوگ تھے۔ جن اجزاء سے انسان مرکب ہے، بنا ہے اب یہ اجزاء اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ اب پورا انسان مکمل بندگی اختیار کرتا ہے اور یہ ذکر اسے مکمل مزکیٰ کرکے بندگی والا بنا دیتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۭ[1]

ترجمہ: بیشک جس نے خود کو پاک کرلیا وہ کامیاب ہوگیا۔ اور اس نے اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

[1] الاعلیٰ: 14-15

انسان کی اللہ تعالی کے سامنے کامیابی اور اپنے ہونے کا مقصد پورا کرنا، اس تزکیہ و طہارت کے ساتھ ہے جو اسم ذات کے ذکر سے مرشد کامل کی عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں [1] کہ یہ لطائف کا ذکر باطنی طہارت کا ذریعہ ہے، اسی طرح جیسے ظاہری طہارت کی جاتی ہے۔ جس طرح ظاہری صورت عبادت کے لئے ظاہری طہارت کی شرط لازمی ہے اسی طرح باطنی طہارت لازمی ہے حقیقت عبادت کے لئے۔ یہ باطنی طہارت، باطنی استنجاء کی طرح ہے۔ اور ان لطائف کے ذکر کرنے سے انسان باطنی طہارت سے مزین ہوتا ہے اس کے رذیل اوصاف دور ہوتے ہیں اور اخلاق حمیدہ حاصل ہوتے ہیں۔ جس طرح عبادت اور بندگی کے لئے ظاہری طہارت کے بعد وضو شرط ہے، اسی طرح باطنی طہارت حاصل کرنے کے بعد باطنی وضو، ذکر نفی اثبات سے حاصل ہوتا ہے۔

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر سوم، مکتوب 12

ذکر نفی اثبات

ذکر نفی اثبات، کلمہ طیبہ یعنی "لا الہ الا اللہ" کا ذکر ہے۔ یہ افضل الذکر اور باطن کا وضو ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، رضی الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ: أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلهِ [1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: سب سے بہتر ذکر لا إله إلا الله ہے، اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: جَدِّدُوا إِيمَانَكُمْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ نُجَدِّدُ إِيمَانَنَا؟ قَالَ: أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ [2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے ایمان کی تجدید کرو۔ عرض کیا گیا:

---

[1] جامع الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

[2] مسند أحمد، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ

یا رسول اللہ ﷺ! ہم اپنے ایمان کی کیسے تجدید کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لا إلہ إلا اللہ زیادہ سے زیادہ کہو۔

طریقہ:

سب سے پہلے سانس بند کریں۔ حبسِ دم، یعنی سانس بند کرنا، نفی اثبات کی شرائط میں سے ہے۔

پھر تصور میں کلمہ "لَا" کو ناف سے شروع کریں اور لطیفہ قالبی تک لائیں اور "اِلٰہَ" کو دائیں کندھے تک اور "اِلَّا اللّٰہُ" کی ضرب زور سے لطیفہء قلب یعنی پہلے سبق پر لگائیں تاکہ حرکت اور حرارت دوسرے لطائف تک پہنچے۔ اس کی تکرار کرتے ہوئے انگلیوں پر یا تسبیح پر گنتی کریں اور جب سانس تنگ ہونے لگے، مزید سانس نہ روک سکیں تو جب گنتی طاق عدد پر پہنچی ہو تو سانس چھوڑ دیں۔

سانس چھوڑتے وقت منہ میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ﷺ تصور سے کہیں اور یہ دعا بھی تصور میں پڑھیں۔ اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِی اَعْطِنِیْ مَحَبَّةَ ذَاتِكَ وَمَعْرِفَةَ صِفَاتِكَ۔

اور شروع میں درج ذیل چار معنوں میں سے کسی ایک معنٰی کا ساتھ خیال رکھیں۔

لا معبود الا اللہ- نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کے

لا مقصود الا اللہ - نہیں ہے کوئی میرا مقصود مگر اللہ کے

لا مطلوب الا اللہ - نہیں ہے میرا مطلوب مگر اللہ

لا موجود الا اللہ - نہیں ہے موجود کوئی اور محبت مگر محبتِ الٰہی کے

فائدہ واثرات

ذکر نفی اثبات کے حاصل ہونے سے اسکی زندگی کے تمام اقوال و افعال لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن بن جاتے ہیں۔اس ذکر کی کثرت اسے اپنے مالک سے مخلِص سے مخلَص کا سفر عطاء کرتی ہے۔ذکر نفی اثبات سے انسان کو[1]،

- انسان کا مقصود اور معبود اللہ تعالیٰ ہونا۔
- انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور محبت کا موجود نہ ہونا۔
- انسان کا ماسوائے اللہ کے کوئی اور مطلوب نہ ہونا۔

میسر آجاتا ہے۔

ذکر نفی اثبات انسان کو بلا تکلف تقویٰ میں ڈھال دیتا ہے۔ تقویٰ کیا ہے،اوامر و نواہی میں ڈھلنا۔اس ذکر میں کلمہ لا انسان سے ہر نواہی کو دور کر دیتا ہے اور الا اللہ ہر اوامر

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر اوّل، مکتوبات نمبر111، 110

کو داخل کر دیتا ہے۔ اس طرح تقویٰ اختیار نہیں کرنا پڑتا بلکہ اختیار ہو جاتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ [1]

ترجمہ: بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

حاصل کلام

لطائف کے ذکر سے جو اسم ذات سے شروع ہوا اور نفی اثبات تک پہنچا۔ یہ انسان کو نہ صرف معرفت الہی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ انسان کے کردار پر ایسا اثر انداز ہوتا ہے کہ یہ بلا تکلف شریعتِ مطہرہ کا عامل اور تقویٰ کا نمونہ ہو کر نہ صرف اپنے پیدا ہونے کا مقصد پورا کرتا ہے بلکہ اللہ کے خلیفہ ہونے کا بھی۔ اس کی بندگی اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم اور اپنے فرشتوں سے بھی زیادہ مقرب بنا دیتی ہے۔

[1] الحجرات: 49

حرفِ آخر

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

ایمان والے کا اپنے معبود سے ڈر ہمیشگی رہنا ضروری ہے اور اس کی نوعیت کہ وہ کہیں ناراض نہ ہو جائے، یہ خشیہ انسان میں رہنے کے لئے اللہ کے ارشاد کونوا مع الصادقین، یعنی اپنے مرشد کریم سے جڑے رہنے میں رکھا ہے تا کہ اللہ عزوجل کی ذات اسے ہمیشہ یاد رہے اور یہ کہ اس کی اطاعت و عبادت میں ہمیشہ رہے۔

ان حضرات کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ،

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا [2]

ترجمہ: اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

---

[1] التوبة 119:9

[2] النساء 69:4

یہ لوگ حقیقتاً انسان کی ہدایت کا سرچشمہ اور ماخذ ہیں۔ ان مرشدین عظام کی نسبت اور صحبت، انسان کو اللہ عزوجل سے غافل نہیں ہونے دیتی۔ یہ مرشدین خود اللہ نے اپنے ذکر کے نور سے مزین فرمائے ہوتے ہیں تو یہ مریدین و سالکین کو بھی اسی نور سے منور کر دیتے ہیں۔ مرشد حقیقی، ہادی عالم، خاتم الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں،

إن عَيْنَيَّ تَنَامَانِ ولا ينام قَلْبِی [1]

ترجمہ: میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

اس طرح استاذ، ہادی، مرشد، رہنما کے لئے اصول بھی اللہ عزوجل کے کلام سے ملاکہ،

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا [2]

ترجمہ: اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

اللہ عزوجل اپنی مخلوق سے اتنا پیار کرتا ہے جس کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق تک ان لوگوں سے ھدایت پہنچانے کا احسن انتظام فرمایا ہے۔

[1] أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب التهجد، باب قیام النبی صلی الله علیه وآله وسلم باللیل فی رمضان وغیره، 1 / 385، الرقم: 1096

[2] الکهف 28:18

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے اندر ھدایت کے نظام کے لئے نور ھدایت اپنے ذکر کو اتارنے کے لئے حواسِ ظاہریہ اور باطنیہ رکھے ہیں جس طرح پیدا ہونے والے بچے کے اندر چوسنے کی صلاحیت رکھی ہوتی ہے جو نہی اس کے ہونٹوں کے قریب کوئی چیز آئے یہ فوراً چوستا ہے۔

اسی طرح ھدایت اور علم اس تک پہنچانے کے لئے اسے حواس ظاہریہ (دیکھنا، سننا، سونگھنا، چکھنا اور محسوس کرنا) اور حواس باطنیہ لطائف (قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ) سے مزین کیا تاکہ ان کی وجہ سے ظاہری علم اور باطنی علم انسان کے اندر داخل ہو سکے۔ پھر "کونوا" کہہ کر انسان کو انکی صحبت، سنگت کا حکم دیا تاکہ نہایت اچھے انداز میں اس میں بندگی کی لذت و لطافت پہنچ سکے۔ مثال کے طور پر کسی درخت پر پھل لگتا ہے اور دھوپ میں رہنے سے اندر سے پکتا ہے حتیٰ کہ خوشبو باہر نکلتی ہے اور نہایت ذائقہ دار بن جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کچا اتار کر ڈبے یا ٹوکری میں بند کر کے پکایا جائے تو اوپر سے پک جائے گا لیکن اندر سے کچا ہوگا اور اس کا ذائقہ بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔

نہایت ہی اعلیٰ وارفع مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے جو نبی اکرم، شفیع معظم ﷺ کی کامل مکمل صحبت میں رہ کر بندگی کے پھل سے آشنا ہوئے۔

سب سے پہلے آئے، آخر تک قرب میں رہے۔ اللہ نے ظاہری حیات کے بعد بھی انہیں حضور ﷺ سے جدا نہیں فرمایا۔

پس ان لطائف کے ذکر سے معرفتِ خداوندی ایسی حاصل ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے قرب سے مزین ہو کر خالصتاً اس کی رضا کے لئے اسکی اطاعت میں مشغول ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس وصف سے منور ہو کر اسکی ظاہری عبادات، تسبیح و تحلیل اور تحمید و تمجید حقیقت کا روپ دھار لیتی ہیں۔ اس طرح باطنی یعنی خفی اور ظاہری یعنی لسانی ذکر اس کے ہر سانس میں جاری رہتا ہے۔

یہ درجہ اسے اس اختتام تک پہنچاتا ہے گویا یہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے ورنہ اتنا کامل یقین کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

الإحسان اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَانَّكَ تَرَاهُ، فإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّه يَرَاكَ[1]

"ترجمہ: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو (تجھے یہ کیفیت نصیب نہیں اور اسے) نہیں دیکھ رہا تو (کم از کم یہ یقین ہی پیدا کر لے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"

[1] بخاری، الصحیح: 34، رقم: 50، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان و وجوب الایمان

اب یہ نفس انسان واذکر ربك فی نفسك کے حکم کے مصداق ہو جاتا ہے اور حقیقتا اس زمین پر اللہ عزوجل کے خلیفہ ہونے کا حق ادا کرتا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے۔

اللہ عزوجل اپنے فضل سے اپنے محبوب ﷺ کی رحمت سے اور مرشدینِ عظام کی نسبت، صحبت اور سنگت کے صدقے ہمیں اپنے ہونے کا مقصد پورا کرنے والا بنائے اور اخروی شرمندگی سے محفوظ فرمائے۔

آمین بجاہ نبی الکریم ﷺ

اظہار تشکر

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق صلہ عظیم، حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔

بالخصوص اپنے جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی، اور مولانا محمد یوسف محمدی سیفی

ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے مہتمم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی،

اور ہمارے جامعہ کے سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی، محمد ناظم محمدی سیفی،

پروف ریڈنگ کے لیے مفتی محمد فیضان محمدی سیفی، محمد اویس محمدی سیفی

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ادارہ ھذا کی دیگر تصانیف

سلسلہ اربعینات

01 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ۔

02 الاربعین فی التوبہ والاستغفار۔ اسلوب توبہ واستغفار۔ چالیس احادیث۔

03 الاربعین فی ختم النبوۃ بمحمد ﷺ۔ ختم نبوت ﷺ۔ چالیس احادیث۔

04 الاربعین فی صفۃ صلاۃ النبی ﷺ۔ نمازِ رسول ﷺ۔ چالیس احادیث۔

05 الاربعین فی اسلوبِ الادبِ لِلوالدین۔ والدین کے ساتھ طرزِ ادب۔ چالیس احادیث۔

06 الاربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا۔ نفس کی پہچان اور تزکیہ۔ چالیس احادیث۔

07 الاربعین فی احکام الصلوۃ۔ نماز کی فرضیت واہمیت۔ چالیس احادیث۔

08 الاربعین فی الصوم۔ روزہ کے احکام اور مسائل۔ چالیس احادیث۔

09 الاربعین فی الإعتکاف۔ اعتکاف۔ چالیس احادیث۔

10 الاربعین فی احکام الصلوۃ بالجماعۃ۔ نماز باجماعت کے فضائل واحکام۔ چالیس احادیث۔

11 الأربعین فی الوجد والحال۔ کیفیاتِ وجد وحال۔ چالیس احادیث۔

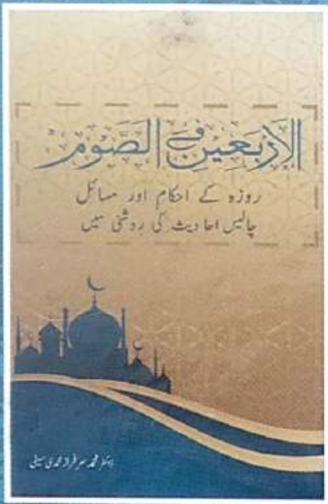
12 الأربعین فی أھمیۃ صحبۃ المرشد الکامل وأثرھا۔ صحبت مرشد کامل۔ چالیس احادیث۔

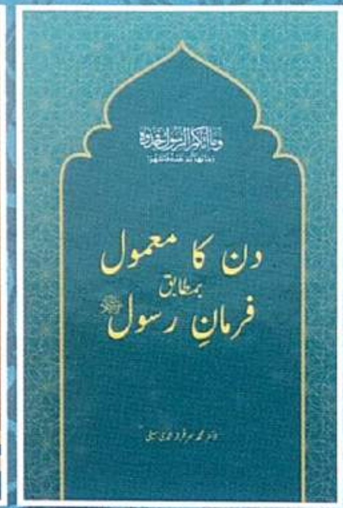
13 الأربعین فی آفات اللسان۔ زبان کی آفات۔ چالیس احادیث۔

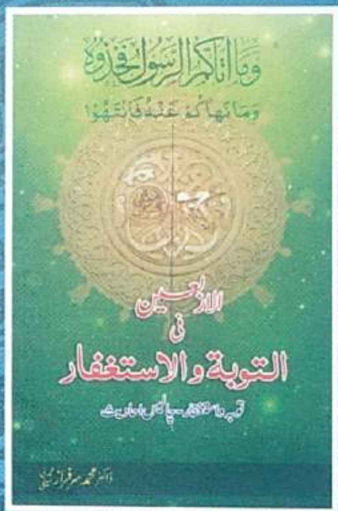
14 الاربعین فی الأحکام اللباس والحجاب۔ لباس اور پردے کے احکامات۔ چالیس احادیث۔

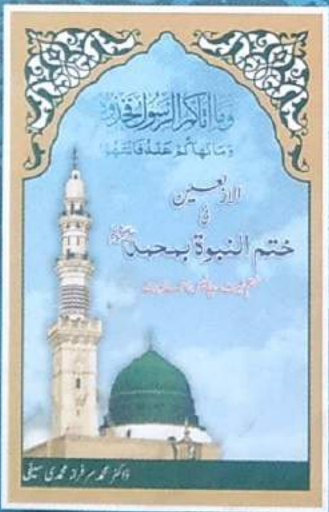
15 الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالی۔ ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ۔ چالیس احادیث۔

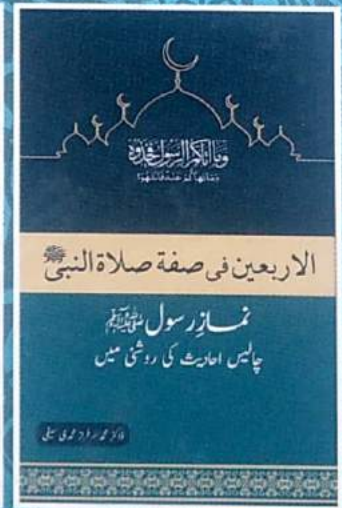
ادارہ ھٰذا کی دیگر تصانیف

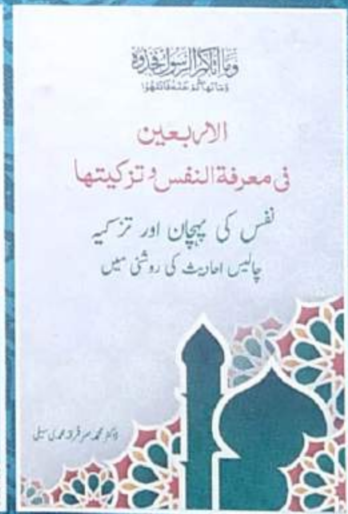












ادارہ جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد